ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳- دسمبر ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ " رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ، وَالنِّسَآئِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ"

ترجمہ! حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف اور اندیشہ ہوتا، تو یہ دعا، فرماتے کہ اے اللہ! ہم تجھ کو ان کے مقابل کرتے ہیں، اور تیرے ہی ذریعہ سے ان کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں، اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام نسائی کے اسناد صحیح کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

فائدہ

مسلمان کو ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسہ ہونا چاہیئے، اور ہر حالت میں اسی سے طالب اعانت رہنا چاہیئے۔

عَنْ خَوْلَۃَ بِنْتِ حَکِیْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْءٌ حَتّٰی یَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِہٖ ذٰلِکَ "، رَوَاہُ مُسْلِمٌ"

ترجمہ! حضرت خولہ بنت حکیم رض بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی مقام پر اُترے پھر یہ کہے کہ میں اللہ تعالے کے کامل کلموں کے ذریعہ سے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو پیدا ہوئی ہے، تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، یہاں تک کہ اس جگہ سے چلا جائے۔ مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا۔)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَاَقْبَلَ اللَّیْلُ قَالَ یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا فِیْکِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْکِ، وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْکِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَّاَسْوَدٍ وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ "، رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ، وَالْاَسْوَدُ": الشَّخْصُ: قَالَ الْخَطَّابِیُّ، "وَسَاکِنُ الْبَلَدِ": ھُمُ الْجِنُّ الَّذِیْنَ ھُمْ سُکَّانُ الْاَرْضِ قَالَ: وَالْبَلَدُ مِنَ الْاَرْضِ مَا کَانَ مَاْوَی الْحَیَوَانِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْہِ بِنَاءٌ وَمَنَازِلُ، قَالَ وَیَحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ: "بِالْوَالِدِ"، اِبْلِیْسُ: "وَمَا وَلَدَ"، الشَّیَاطِیْنُ ؕ

ترجمہ! حضرت ابن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تھے اور رات آجاتی تو کہتے اے ارض (زمین) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے میں خدا کے ذریعہ سے تیرے شر اور اس چیز کے شر سے جو کہ تجھ میں ہے پناہ مانگتا ہوں، اور اس چیز کی بُرائی سے جو کہ تیرے اندر پیدا کی گئی اور اس چیز کی برائی سے جو کہ تجھ پر چلتی پھرتی ہے پناہ مانگتا ہوں، شیر سے اور کالے سانپ سے، اور ہر قسم کے سانپ سے اور بچھو سے اور شہر کے رہنے والوں کی برائی سے اور جننے والی اور جنی گئی چیز کی برائی سے (ابوداؤد)

"الاسود" سیاہ سانپ کو بولتے ہیں۔ امام خطابی نے فرمایا ہے کہ "ساکن البلد" سے مراد وہ جنات ہیں جو کہ زمین میں رہنے والے ہیں اور کہا "بلد من الارض" اس کو بولا جاتا ہے، جو حیوانات کا ٹھکانا ہے اگرچہ وہاں کسی قسم کی کوئی عمارت اور منزل نہ ہو اور کہا ہے، کہ یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے، کہ ولد سے مراد ابلیس ہو اور ما ولد، سے مراد شیاطین ہوں (یعنی ابلیس کے علاوہ دوسرے شیاطین الجن)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلسَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَیَمْنَعُ اَحَدَکُمْ طَعَامَہٗ، وَشَرَابَہٗ، وَنَوْمَہٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ نَھْمَتَہٗ مِنْ سَفَرِہٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ " مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ "نَھْمَتَہٗ مَقْصُوْدَہٗ"،

ترجمہ! حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ سفر عذاب کا ایک حصہ ہے، تم میں سے ہر ایک کھانے، پینے اور سونے کے مزے اور لذت ختم کر دیتا ہے، سو جب تم میں سے کسی کا اس کے سفر سے مقصود پورا ہو جائے تو اپنے گھر میں لوٹنے کی جلدی کرے (بخاری و مسلم)

"نہمتہ" کے معنی ہیں مقصود اور مطلب۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَطَالَ اَحَدُکُمُ الْغَیْبَۃَ فَلَا یَطْرُقَنَّ اَھْلَہٗ لَیْلًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّطْرُقَ الرَّجُلُ اَھْلَہٗ لَیْلًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ! حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب

باقی بر صفحہ ۱۸

ہفت روزہ

شہر لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵



ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے

ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد ۹ | ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ۲۶ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۳۰

نسلی امتیاز اور اسلام

آج کل مختلف ممالک مثلاً امریکہ، برطانیہ اور جنوبی افریقہ وغیرہ میں نسلی اور مذہبی امتیاز کی پالیسی کے خلاف اور موافق شد و مد سے تحریکیں چل رہی ہیں۔ جنوبی افریقہ کی حکومت اس سلسلہ میں بین الاقوامی طور پر کافی مطعون ہو چکی ہے، دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی گزشتہ کانفرنس میں بھی اس کے مندوب کو کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور بالآخر مندوبین کی اکثریت نے یہ مطالبہ کر دیا تھا کہ جنوبی افریقہ کو دولت مشترکہ کی رکنیت سے خارج کر دیا جائے۔ اگرچہ یہ مطالبہ پورا نہ ہو سکا مگر جنوبی افریقہ کے خلاف قرارداد مذمت پاس ہو گئی۔ جس کے باعث اسے کانفرنس میں ذلت اٹھانا پڑی۔ ان دنوں انگلستان میں بھی نسلی امتیاز کی پالیسی کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے۔ برطانیہ کی لیبر پارٹی اس کوشش میں ہے کہ نسلی امتیاز کی پالیسی کو قانون کے زور سے ناجائز قرار دیا جائے۔ چنانچہ اس سعی کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر لیبر ممبروں کی طرف سے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جانے والا ہے۔ اس بل کی تائید حاصل کرنے کے لئے لندن کی لیبر پارٹی کے زیر اہتمام پچھلے دنوں ایک زبردست جلوس بھی نکالا گیا تھا اور گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ برطانیہ میں نسلی امتیاز کو خلاف قانون ٹھہرایا جائے۔ امریکہ میں بھی نسلی امتیاز کا بھوت گوروں کے سروں پہ بری طرح مسلط ہے اور وہاں مقامی حبشیوں کے خلاف تحریک چل رہی ہے۔ صدر کینیڈی نسلی امتیاز کے خلاف تھے۔ اور انہوں نے یونیورسٹی میں کالے بچوں کو داخل کرانے کی کوشش کی تھی حتیٰ کہ الباما کے گورنر سے بھی انہیں مخالفت مول لینی پڑی لیکن انہوں نے حبشی بچوں کو یونیورسٹی میں داخل کرا کے دم لیا۔ ان کی خواہش تھی کہ غلامی کی طرح رنگ و نسل کی تفریق بھی امریکہ سے ختم کر دی جائے مگر اس لعنت کے نیست نابود ہونے سے پہلے وہی ختم کر دیئے گئے اور انسانیت موجودہ جمہوریت کے مرکز اور لاکھوں انسانوں کے جم غفیر میں منہ دیکھتی رہ گئی۔ اور تعجب نہیں کہ وہ اسی جرم کی پاداش میں قتل کئے گئے ہوں کہ وہ کالوں کو شہری حقوق دلانا چاہتے تھے۔ اس قیاس آرائی کی سب سے بڑی وجہ اور دلیل یہی ہے کہ ٹیکساس کا علاقہ جہاں صدر کو قتل کیا گیا نسلی امتیاز کے حامیوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ بہرحال صدر کے قتل کا باعث اگر نسلی امتیاز کا بھوت نہ بھی ہو تو پھر بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امریکہ میں نسلی امتیاز کا جنون اپنے شباب پر ہے۔ اب سوچنے کی چیز یہ ہے کہ نسلی اختلاف کیوں پیدا ہوتا ہے؟

واقعات شاہد ہیں اور تاریخ عالم پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ نسلی امتیاز کو ہوا دینے کا اصل سبب اقتدار اور حکمرانی کی حد سے بڑھی ہوئی ہوس اور طمع ہے۔ دنیا میں آج تک کسی محروم اقتدار قوم نے کبھی رنگ و نسل کے امتیاز کا نعرہ نہیں لگایا۔ امریکہ میں گورے اکثریت میں ہیں اور انہیں کالوں سے جمہوری بنیادوں پر کوئی خطرہ نہیں لیکن وہ نسلی امتیاز کی دیواریں اس لئے کھڑی کرتے ہیں تاکہ زیر دست ہمیشہ محکوم رہیں اور ابھر کر اقتدار میں شریک نہ ہو سکیں۔ اس کے برعکس جنوبی افریقہ میں گوری نسل اقلیت میں ہے اور برسر اقتدار ہے وہ کالوں کے ساتھ اس لئے امتیاز برتتی ہے کہ کالے اپنی اکثریت کے زور سے کہیں گوروں کو اقتدار سے محروم نہ کر دیں اور خود حکمران بن جائیں۔ یہی حال برطانیہ کا ہے۔ وہاں ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کے خلاف نسلی تحریک کو پوری قوت سے چلایا جا رہا ہے۔ محض اس لئے کہ برصغیر پاک و ہند کے باشندوں کی انگلستان کے بعض حصوں میں اکثریت ہو گئی ہے۔ اور وہ کاروبار کے سلسلے میں برطانیہ کے باشندے بن چکے ہیں۔ لہٰذا گورے منچلوں کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر کالوں کی آبادی میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انتخابات لڑیں اور کسی وقت شریک حکومت کی حیثیت اختیار کر لیں۔ غرضیکہ ہر جگہ نسلی امتیاز کا بت محض ہوس اقتدار یا حکمرانی کے گھمنڈ میں کھڑا کیا گیا ہے اور انسانیت دم بخود ہے کہ خود کو جمہوریت کا علمبردار ظاہر کرنے والے آخر کون سی ڈگر پہ چل رہے ہیں۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز طرز عمل امریکہ اور برطانیہ کا ہے کیونکہ دنیا میں جس ملک پہ کوئی مصیبت ٹوٹتی ہے امریکہ فوراً اس کی اعانت کو لپکتا ہے، زلزلہ زدہ قوموں کی امداد میں پیش پیش رہتا ہے، سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے دست سخاوت بڑھاتا ہے اور انہیں ضروری سامان زندگی فراہم کرتا ہے۔ مگر اس کا اپنا یہ حال ہے کہ وہاں مظلوم حبشیوں کے لئے زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ اور انہیں وہ سادہ شہری حقوق دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ برطانیہ کا معاملہ بھی اس سے مختلف نہیں، وہ اپنی بے داغ سماجی زندگی کے باعث دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اور مظلوموں کی امداد میں وہ کسی سے پیچھے نہیں مگر اسی ملک میں ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کو محض رنگ و نسل کی بنا پہ نفرت سے دیکھا جاتا ہے کیا ان ممالک کے باشندوں کی فطرت کا یہ پہلو اور دوغلاپن غور طلب، افسوسناک اور حیران کن نہیں کہ وہ ایک طرف تو انسانیت کے سب سے بڑے ہمدرد و غمگسار اور مظلوموں پہ جان چھڑکنے والے نظر آتے ہیں اور دوسری طرف ان سے زیادہ غاصب اور مخلوق خدا کا دشمن کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ اس کے برعکس تمام مسلم ممالک کو چھان ڈالئے ان میں سینکڑوں نہیں، ہزاروں خرابیاں ہوں گی، آپ انہیں اقتصادی، صنعتی اور سیاسی اعتبار سے بے حد کم زور پائیں گے مگر رنگ و نسل کے امتیاز کی لعنت کا نام و نشان بھی ڈھونڈے سے بھی نہ مل سکے گا۔ اور یہ صرف اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا کمالِ اعجاز ہے۔

مجلس ذکر ۵ دسمبر ۶۳ء ۱۸ رجب المرجب سنہ ۸۳ھ

دُنیا اور آخرت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

اللہ تعالےٰ کا احسان و شکر ہے۔ کہ ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو ہمارے بھائی فضول کاموں اور خرافات میں مشغول اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے اور ہمیں اور زیادہ ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین،

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بہترین کام وہ ہے، جو تھوڑا ہو لیکن ہمیشہ ہو۔ اور یہی استقامت و استقلال ہے۔ کہ انسان نیکی کے کاموں میں زیادتی کرتا رہے۔ نیکی کے قدم پیچھے نہ ہٹنے پائیں بعض لوگ پل میں تولہ، اور پل میں ماشہ ہوتے ہیں۔ کبھی یہ حال ہے۔ کہ نماز باقاعدہ اور ذکر اللہ کثرت سے کیا جاتا ہے اور کبھی کئی کئی دنوں یا ہفتوں نام تک نہیں لیا جوش آیا۔ تو ہر وقت مسجد میں۔ اور کبھی یہ حال کہ مسجد کے قریب ہی نہیں جانا۔

ہمارے مقاصد اعلےٰ اور برتر ہونے چاہئیں۔ جستجو اور کام میں سرگرمی سے حصہ لینا چاہیئے۔ ہم میں طرح طرح کی کمزوریاں ہیں۔ کسی میں اخلاق کی کمزوری ہے کسی کے عقائد خراب ہیں۔ اور اکثر روحانی اور عملی کمزوریوں کے شکار ہیں۔ یہ سب کمزوریاں کثرت سے ذکر الٰہی کرنے سے اور نیک کاموں میں استقامت و استقلال سے دور ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کی یہ کمزوریاں دور فرمائے (آمین)

یہ دنیا اسباب کا گھر ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بوئیں گے۔ وہ آخرت میں کاٹیں گے

اگر ہم نے یہ چند روزہ زندگی غلط کاموں اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی میں گزار دی، تو آخرت میں عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ اگر ہم بدی سے بچ کر نیکی کے کاموں میں مشغول رہے تو اللہ تعالےٰ بے حساب انعامات فرمائیں گے اور ہمیشہ خوشی اور راحت کی زندگی ملے گی۔

انسان کو گناہ کے کام کرتے وقت ڈرنا چاہیئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ کئی ایسے ہونگے۔ جو ساری عمر نیک کام کرتے رہے آخر موت کے وقت ان سے کوئی غلطی ہو گئی، تو ان کا انجام خراب ہوگا۔ اور بعض ایسے ہوں گے، جو ساری عمر گناہ کے کاموں میں مشغول رہے۔ آخر اُن سے کوئی نیکی کا کام ہوگیا۔ جس کی وجہ سے ان کی بخشش ہو جائے گی۔

انجام اور دارومدار آخری حالت پر ہے۔ اسی لئے حضرتؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کامیابی اس وقت ہے۔ جب ایمان کو صحیح سلامت لے کر قبر میں پہنچ جائیں اور قبر جنت کا باغ بن جائے۔ موت سے پہلے پہلے ایمان کا ہر وقت خطرہ ہے۔ انسان کو اپنی کمزوریاں سامنے رکھ کر ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس میں عاجزی اور انکساری پیدا ہو۔ غرور و تکبر اور برتری کی طرف نظر نہ ہو۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب درخت کو پھل لگتا ہے تو اس کی شاخیں جھک جاتی ہیں۔ اسی طرح انسان کو نیک اعمال اور ذکر اللہ کا پھل لگے۔ تو اس میں عاجزی و انکساری پیدا ہونی چاہیئے۔ اللہ تعا ہم سب کو روحانی بیماریوں سے بچائے۔ آمین

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے گناہوں کا سائن بورڈ بنا رکھا ہے اور اپنے نفس سے کہتا رہتا ہوں کہ اگر یہ تیرے کرتوت لوگوں کو پتہ چل جائیں۔ تو تیری کوئی عزت نہ کرے۔ ہم حیران ہوتے تھے۔ کہ حضرتؒ نے کونسے گناہ کئے ہیں۔ ان کا یہ حال تھا کہ سارا سارا دن ذکر اللہ اور قرآن کی تعلیم میں گذرتا رات کو ہمیں کہتا کہ جاؤ بیٹا سو جاؤ۔ اور خود ساری ساری رات ذکر اللہ میں مشغول رہنا کبھی نیند اُن پر غالب آتی اور کبھی وہ نیند پر غالب آتے۔ اور اسی طرح ساری رات گزار دیتے۔

یہاں ہم میں سب گناہ ہی گناہ ہیں نیکی اور بھلائی کے کوئی کام نہیں، تو ہم اتنے بے فکر کیوں ہوتے جا رہے ہیں؟

تقریبًا ہر ایک کو تنخواہ بڑھانے کی فکر ہے۔ بڑے بڑے گریڈ ہوں۔ دولت مل جائے۔ مکان مل جائے جو آتا ہے۔ اسی کے لئے دعا کرتا ہے۔ اس چند روزہ زندگی کے لئے اتنی تگ و دو اور کوشش کرتا ہے۔ لیکن آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس کی بالکل پرواہ نہیں۔ ہمارا مقصد خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت ہونا چاہیئے۔ لیکن آج مخلوق پر ظلم و ستم کر کے دولت حاصل کی جاتی ہے۔ اور خالق کی سراسر نافرمانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دنیا کے اندر توازن رکھنے کی توفیق دے عدم توازن نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ایک ہی کام کی طرف جھک جائیں نماز کے وقت نماز اور کام کے وقت کام ہونا چاہیئے

آپ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائیں یہ خیال نہ کریں۔ کہ وہ بھوکے مر جائیں گے اللہ تعالےٰ رازق و خالق ہے۔ دنیا کی طلب میں مارے مارے نہیں پھرنا چاہیئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی تحقیر اور مذمت فرمائی ہے اور بتلایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور آخرت کے مقابلہ میں یہ دنیا کس قدر حقیر اور بے حقیقت ہے ہمارے زمانے میں لوگوں میں دنیا کے ساتھ تعلق اور انہماک حد سے بڑھ گیا ہے۔ بقول حضرتؒ کہ دنیا مطلوب دنیا محبوب اور دنیا مقصود ہی رہ گئی ہے۔ اور آخرت کی کسی کو فکر نہیں و الا ماشاء اللہ یورپ کی مادی ترقی اور سائنس کی چکا چوند نے ہمیں خیرہ کر دیا ہے۔ دنیا کے بارے میں ہمارا یقین ہے کہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ بہ خلاف آخرت کے کہ وہ غیر فانی ہے۔ تو ہم کیوں پھر اس دنیا کی طلب میں لگے ہوئے ہیں، اور آخرت کو بالکل چھوڑے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى — (سورۃ النساء)

اے پیغمبر! آپ لوگوں کو بتلا دیجئے کہ دنیا کا سرمایہ بہت ہی قلیل ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ

۞ یہ دنیوی زندگانی تو بس چند دنوں کے استعمال کے لئے ہے۔ اور آخرت ہی اصل رہنے کی جگہ ہے

خطبۂ جمعۃ المبارک ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ بمطابق ۶ دسمبر ۱۹۶۳ء

نیک اعمال کا اجر مل کر رہے گا

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ نحل پ۱۴ رکوع ۱۳)

ترجمہ! اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے عوض جو وہ کرتے تھے۔

حاشیۂ شیخ الاسلامؒ

جو لوگ خدا کے عہد پر ثابت قدم رہیں گے اور تمام مشکلات اور صعوبتوں کو صبر کے ساتھ برداشت کریں گے ان کا اجر ضائع ہونے والا نہیں۔ ایسے بہترین عمل کا بدلہ ضرور ہمارے یہاں سے مل کر رہے گا۔ اور نہ صرف صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں ہی کے لئے یہ قانون ہے بلکہ تمام اعمال صالحہ کے مرتکبین کے لئے یہ عام ضابطہ ہے کہ جو مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورتاً نہیں حقیقتاً نیک ہوں یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے مثلاً دنیا میں حلال روزی، قناعت و غنائے قلبی سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت، حب الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصور، تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا ؎

چوں چتر سنجرم رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بہ یک جو نمی خرم

سچ ہے "اَهْلُ اللَّيْلِ فِيْ لَيْلِهِمْ اَلَذُّ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِيْ لَهْوِهِمْ"

اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات کے اٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے قبر میں جا کر اس کا رنگ اور نکھر جاتا ہے آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے جس کے متعلق کہا ہے۔

حَيَاةٌ بِلَا مَوْتٍ، وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ، وَصِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ، وَمُلْكٌ بِلَا هَلَاكٍ، وَسَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَمَنِّهٖ اِيَّاهَا

تنبیہ

اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جنہوں نے دنیا میں صبر سے کام لیا اور اندھے باؤلوں کی طرح دنیا کے مزوں اور کھیل تماشوں پہ نہ گرے تو ان کو ان کے اچھے کاموں کا مزہ مل کر رہے گا بیہودہ خواہشوں سے رکنے اور خدا کے عہد پر ثابت قدم رہنے کا اجر اللہ جل شانہ کے ہاں بہت بڑا ہے اور حق تعالےٰ شانہ کے ہاں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ انسان مرد ہو یا عورت۔ جو ایمان لا کر نیک عمل کرے گا اسے وہ پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور اس کے اچھے کاموں کا اجر اور ثواب عطا فرمائیں گے۔ اس آیت میں ایمان اور معرفت صحیحہ کی روشنی میں زندگی کا سفر طے کرنے والے انسانوں کے لئے زبردست خوشخبری ہے کہ ان کی موجودہ زندگی بھی سکون و اطمینان اور راحت کی ہوگی اور اس دنیا میں کئے گئے اچھے کاموں کا اجر انہیں آخرت میں بھی بھرپور ملے گا۔

نیک اعمال کی تعریف

حقیقۃً نیک کام وہ ہیں جو ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نیک کام وہ ہے جس میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب ہو۔ جس کام میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی غیر اللہ کی رضا بھی مطلوب ہو وہ نیکی کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے مقصد یہ ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ جل شانہٗ کی رضا کے لئے کیا جائے اور غیر اللہ کی رضا کی اس میں نفی کر دی جائے نیکی ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ (رواہ احمد)

محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر (چھوٹا شرک) ہے صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! چھوٹا شرک کیا ہے؟ فرمایا "ریا"

نتیجہ

یہ نکلا کہ جس کام میں ریا یعنی دکھلاوا آ جائے۔ اس میں غیر اللہ کی خوشنودی کا جذبہ شریک ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ نیکی کی تعریف سے خارج ہو جاتا ہے

صورتاً نیکی کے کام غیر مسلم بھی کرتے ہیں

بزرگان محترم! حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ آج بھی آپ کے کانوں میں گونج رہے ہوں گے:

نیکی کے کام ہندو، سکھ اور عیسائی بھی کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں سے زیادہ کرتے ہیں۔ سر گنگا رام ہندو تھا۔ مگر لاہور میں اس کا بنایا ہوا سر گنگا رام ہسپتال اب تک موجود ہے —

گلاب دیوی، جانکی داس، جمیعت سنگھ ہسپتال سب ہی ایمانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ کیا عبداللہ خاں اور فاطمہ بی بی نے بھی کوئی ہسپتال بنایا؟ یاد رکھو! لاہور کے مسلمان اس معاملہ میں ہندو سکھ کے مقابلہ میں منہ دکھانے کے قابل نہیں ۔۔ مگر اللہ تعالے تو انسان کی رگ رگ سے واقف ہے۔ اس کو پتہ تھا کہ صورۃً نیکی کا کام ہندو اور سکھ بھی کریں گے۔ اس لئے اس نے وَهُوَ مُؤْمِنٌ (اور وہ ایماندار بھی ہو) کی شرط لگادی حقیقتاً نیکی سے اُسے متمیز کردیا اور آخرت کا اجر وثواب صرف ایمانداروں اور رضائے الٰہی کے طالبوں کے لئے مخصوص کر دیا۔"

ظاہر ہے سر گنگا رام، گلاب دیوی، جانکی داس، جمیعت سنگھ کسی میں بھی ایمان نہیں تھا اور اللہ جل شانہٗ کو نیکی کے بدلے دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات دینا تھی۔ اس لئے ایمان کی قید لگادی۔ دنیا میں انہیں عزت مل گئی اور ان کا نام آج تک زندہ ہے مگر آخرت کے انعامات صرف انہیں خوش نصیبوں کے حصہ میں آئیں گے ۔۔۔۔ جن کے دل و دماغ ایمان کی دولت سے بہرہ ور اور معرفت الٰہی کے انوار سے منور ہیں اور وہ نیک کام کرتے ہیں

حیاۃ طیبہ صرف مومنوں کا حصہ ہے

برادران اسلام! یہاں اس بات سے کہ ایمان سے خالی اشخاص کو دنیا کی عزت مل گئی اور ان کا نام آج تک زندہ ہے مسلمان کو اس دھوکہ میں نہ آنا چاہیئے کہ غیر مسلم کو بھی دنیا کی ستھری زندگی نصیب ہو گئی ۔۔ درحقیقت دنیا کی پاکیزہ اور ستھری زندگی (حیات طیبہ) فقط مومنین قانتین ہی کا حصہ ہے ستھری اور پاکیزہ زندگی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پلاؤ قورمہ کھانے کو ملے، ظاہری ٹھاٹھ باٹھ بے مثل ہو، دنیوی عزت ووقار اور ناموری میں کوئی شخص اپنی نظیر نہ رکھے ۔۔۔

۔۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ زندگی اللہ جل شانہٗ کی مرضی کے مطابق گزرے اور دل اس کی یاد سے چین میں رہے چنانچہ اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ دنیا میں حلال روزی قناعت وغنائے قلبی اور سکون وطمانیت کی دولت، ذکر اللہ کی لذت، حب الٰہی کا مزہ ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل یعنی آخرت کی کامیابی کا تصور اور تعلق مع اللہ کی حلاوت سوائے مومن قانت اور حقیقی عارف باللہ کے کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہوتی ۔۔

تصویر کا دوسرا رُخ

تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالے کے احکام کی کوئی پرواہ نہیں، جو اللہ جل شانہٗ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آزاد ہیں اور جن کا دنیا ہی اوڑھنا اور دنیا ہی بچھونا ہو ان کے متعلق ارشاد ربانی ہے:۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ۝ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ۝

پ سورۃ طٰہٰ رکوع ۶ ۱۵

ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی۔ اور اُسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچیں تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح تو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیرپا ہے ۔۔

حاشیہ شیخ الاسلام

جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے اس کی گزران مکدر اور تنگ کردی جاتی ہے گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بناء پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص، ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متمنین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہو گا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخصوصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خود کشی کی بہت سی مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"، لیکن

"ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی"

بعض مفسرین نے معیشۃ ضنک کے معنی لئے ہیں وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے۔ گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہوگئی۔ ظاہر ہے ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے اور اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخر کار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو، اُسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنکا" سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کردی جائے گی "معیشت ضنک" کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہ نے کی ہے بلکہ بزار نے باسناد جید ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہر حال "معیشت ضنکا" کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

غفلت شعاروں کا انجام

خلاصہ آیات کا یہ نکلا کہ (۱) یاد الٰہی سے منہ پھیرنے اور دنیا کی فانی زندگی کو مقصود بالذات بنانے والے لوگوں کی گزران تنگ کردی جاتی ہے۔ نہ انہیں دنیا میں سکون واطمینان کی زندگی نصیب ہوگی اور نہ ہی آخرت میں انہیں کسی کل چین نصیب ہو گا (۲) انہیں لئے حشر میں انہیں آنکھوں سے اندھا کر کے محشر کی طرف لایا جائے گا۔ نیز وہ دل کے بھی اندھے ہوں گے۔ تاکہ کسی حجت کی طرف رستہ نہ پا سکیں (۳) وہ اس بنا پر کہ دنیا میں ظاہری آنکھیں رکھتے تھے تعجب سے سوال کریں گے "آخر ہم سے کیا قصور ہوا جو آنکھیں چھین لی گئیں؟"

اس کے جواب میں رب العزت کی طرف سے ارشاد ہو گا کہ تم دنیا میں ہماری آیات دیکھ سن کر یقین نہ لائے اور نہ ان پر عمل کیا اور اس قدر بے پرواہی برتی کہ سب سنی ان سنی کردی۔ آج تمہیں بھی اسی طرح بھلایا جا رہا ہے۔ دنیا میں تم نے جان بوجھ کر اپنی

باقی بر صفحہ ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

تفصیل واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ملخص از سیرۃ المصطفیٰ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے یعنی محمدؐ کو رات کے ایک قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی (پ ۱۵) جس سے اصل مقصود یہ تھا کہ آپؐ کو آسمانوں کی سیر کرائیں اور وہاں کی خاص خاص نشانیاں آپؐ کو دکھلائیں۔ جن کا کچھ ذکر سورۂ نجم پ ۲۷ میں فرمایا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اور وہاں جنت وجہنم و دیگر عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا۔

تحقیق اصل سننے والا حق تعالےٰ ہی ہے جس کو چاہتا ہے اپنی قدرت کے نشانات دکھلاتا ہے اور پھر وہ بندہ اللہ کی تصبیر سے دیکھتا ہے اور اللہ کے سماع سے سنتا ہے

اصطلاح علماء میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو معراج کہتے ہیں اور لیبا اوقات اول سے آخر تک کی پوری سیر کو اسراء اور معراج کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ معراج کو معراج اس لئے کہتے ہیں کہ معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں۔ مسجد اقصیٰ سے برآمد ہونے کے بعد حضورؐ کے لئے جنت سے ایک سیڑھی لائی گئی۔ جس کے ذریعہ حضورؐ آسمان پر چڑھے جیسا کہ ابوسعید خدری رضؓ کی حدیث میں سیڑھی کا ذکر آتا ہے (زرقانی شرح مواہب ج ۶ صفحہ ۵۵ ج ۶ ۳۴)

"قرآن کریم میں تو یہ واقعہ اجمالاً مذکور ہے البتہ احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے۔

ایک شب نبی کریمؐ حضرت امّ ہانی کے مکان میں استراحت فرما رہے تھے۔ نیم خوابی کی حالت تھی کہ یکایک چھت پھٹی اور چھت سے جبرئیل امین اترے اور آپ کے ہمراہ اور بھی فرشتے تھے آپ کو جگایا اور مسجد حرام میں لے گئے وہاں جاکر آپ حطیم میں لیٹ گئے اور سو گئے جبرئیلؑ امین اور میکائیلؑ نے آپؐ کو جگایا اور آپ کو چاہِ زمزم پر لے گئے اور لٹا کر آپ کے سینۂ مبارک کو چاک کیا اور قلب مبارک کو نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا اس ایمان اور حکمت کو آپ کے دل میں بھر کر سینہ کو ٹھیک کر دیا اور دونوں شانوں کے درمیان میں مہر نبوت لگائی گئی جو حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے کی حسی اور ظاہری علامت ہے بعد ازاں براق لایا گیا۔ براق ایک بہشتی جانور ہے جو خچر سے کچھ چھوٹا اور گدھے سے کچھ بڑا سفید رنگ، برق رفتار تھا جس کا ایک قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔ جب آپؐ اس پر سوار ہوئے تو شوخی کرنے لگا جبرئیل امینؑ نے کہا اے براق! یہ کیسی شوخی ہے۔ تیری پشت پر آج تک حضورؐ سے زیادہ کوئی اللہ کا مکرم اور محترم بندہ سوار نہیں ہوا۔ براق شرم کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور حضورؐ کو لے کر روانہ ہوا۔ جبرائیلؑ و میکائیلؑ آپ کے ہمرکاب تھے اس شان کے ساتھ حضورؐ روانہ ہوئے۔

شداد بن اوسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ راستہ میں ایسی زمین پر گزر ہوا کہ جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے جبرئیلؑ نے کہا یہاں اتر کر نماز نفل پڑھ لیجئے میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبرئیل امین نے کہا آپ کو معلوم بھی ہے؟ کہ آپؐ نے کس جگہ نماز پڑھی؟ میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں۔ جبرئیلؑ امین نے کہا آپ نے مدینہ طیبہ میں نماز پڑھی جہاں آپ ہجرت کریں گے بعد ازاں روانہ ہوئے اور ایک اور زمین پر پہنچے۔ جبرئیل امین نے کہا یہاں بھی اتر کر نماز پڑھیئے۔ میں نے اتر کر نماز پڑھی جبرئیل امین نے کہا آپ نے وادی سینا میں شجرۂ موسےٰ کے قریب نماز پڑھی جہاں حضرت حق جل شانہ نے موسےٰؑ سے کلام فرمایا تھا، پھر ایک اور زمین پر گزر ہوا جبرئیل نے کہا اتر کر نماز پڑھیئے میں نے اتر کر نماز پڑھی، جبرئیلؑ امین نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی جو شعیبؑ کا مسکن تھا وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک اور زمین پر پہنچے جبرئیل امین نے کہا اتر کر نماز پڑھیئے میں نے اتر کر نماز پڑھی جبرئیل امین نے کہا یہ مقام بیت اللحم ہے جہاں عیسےٰؑ کی ولادت ہوئی۔

عجائبات سفر اور عالم مثال کی تمثیل امثال

(۱) آپ براق پر سوار ہوکر جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک بڑھیا پر گذر ہوا اس نے آپؐ کو آواز دی حضرت جبرئیلؑ نے کہا آگے چلیئے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ کیجئے۔ آگے چلکر ایک بوڑھا نظر آیا اس نے بھی آنحضرتؐ کو آواز دی۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا آگے چلیئے آگے چل کر آپ کا ایک جماعت پر گزر ہوا۔ جنہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ جبرئیلؑ امین نے کہا کہ آپ ان کے سلام کا جواب دیجئے اور بعد ازاں بتلایا کہ وہ بوڑھی عورت کہ راستہ کے کنارہ پر کھڑی تھی وہ دنیا تھی دنیا کی عمر اب اتنی ہی تھوڑی باقی رہ گئی ہے جتنی اس عورت کی عمر باقی ہے

اور وہ بوڑھا مرد شیطان تھا دونوں کا مقصد آپؐ کو اپنی طرف مائل کرنا تھا اور وہ جماعت جنہوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسےٰؑ، حضرت عیسےٰؑ تھے۔

(۲) صحیح مسلم میں انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضور پُرنورؐ نے فرمایا کہ شب معراج میں موسےٰؑ پر گزر ہوا اور دیکھا کہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں موسےٰؑ، عیسےٰؑ، دجال، اور داروغہ جہنم کو دیکھا جس کا نام مالک ہے

۳۔ نیز راستہ میں آپ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیلتے تھے آنحضرتؐ نے جبرئیل امین سے دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں اور ان کی آبرو پر حرف گیری کرتے ہیں۔

۴۔ نیز حضورؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا کر کھا رہا ہے آپ نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا تو یہ جواب دیا کہ یہ سود خوار ہے۔

۵۔ نیز آپؐ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جو ایک ہی دن میں تخم ریزی بھی کر لیتے ہیں اور ایک ہی دن میں کاٹ بھی لیتے ہیں اور کاٹنے کے بعد کھیتی پھر ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے پہلے تھی آپؐ نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ جبرئیل امین نے کہا کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی ایک نیکی سات سو نیکیوں سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

(۶) پھر آپ کا گزر ایک قوم پر ہوا کہ جس کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں کچلے جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہو جاتے ہیں جیسے پہلے تھے اسی طرح سلسلہ جاری رہتا ہے کبھی ختم نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیلؑ نے کہا یہ فرض نماز میں کاہلی کرنے والے لوگ ہیں۔

۷۔ پھر ایک اور قوم پر گزر ہوا کہ جن کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ اور بیل کی طرح چرتے ہیں۔ ضریع اور زقوم اور جہنم کے کانٹے اور پتھر کھا رہے ہیں آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے

(۸) پھر آپ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا کہ جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے آپؐ نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت کا وہ شخص ہے کہ جس کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے مگر وہ ایک زانیہ اور فاجرہ کے ساتھ شب باشی کرتا ہے اور صبح تک اُسی کے پاس رہتا ہے یا آپؐ کی امت میں سے وہ عورت ہے جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار کے ساتھ رات گزارتی ہے۔

(۹) پھر آپؐ کا ایک ایسی لکڑی پر گزر ہوا کہ جو سر راہ واقع ہے جو کپڑا اور جو شیٔ بھی اس کے پاس سے گزرتی ہے اس کو پھاڑ ڈالتی ہے اور چاک کر دیتی ہے۔ آپؐ نے جبرئیل سے دریافت کیا جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستہ پر چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں اور راہ گیروں پر ڈاکے ڈال لیتے ہیں

۱۰۔ پھر آپ کا ایک قوم پر گزر ہوا کہ جس نے لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا جمع کر رکھا ہے اور اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر لکڑیاں لا لا کر اس میں اور زیادہ کرتا رہتا ہے آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے کہ جس پر حقوق و امانتوں کا بارِ گراں ہے کہ جس کو وہ ادا نہیں کر سکتا اور بایں ہمہ اور بوجھ اپنے اوپر لادتا جاتا ہے۔

(۱۱) پھر آپؐ کا ایک قوم پر گزر ہوا کہ جن کی زبانیں اور لبیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی ہیں اور جب کٹ جاتی ہیں تو پھر پہلے کی طرح صحیح و سالم ہو جاتی ہیں اسی طرح سلسلہ جاری رہتا ہے ختم نہیں ہوتا آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔

۱۲۔ پھر آپؐ کا ایسے مقام پر گزر ہوا جہاں نہایت ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا آ رہی تھی جبرئیل نے کہا یہ جنت کی خوشبو ہے بعد ازاں ایسے مقام پر گزر ہوا جہاں سے بدبو محسوس ہوئی جبرئیلؑ نے کہا یہ جہنم کی بدبو ہے۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۳ جلد اول)

نوٹ:۔ یہ سب واقعات عروج سماء سے پہلے کے ہیں۔

بیت المقدس میں آپؐ کا نزولِ قدس

الغرض اس شان سے حضور پر نورؐ.... بیت المقدس پہنچے۔ اور براق سے اُترے صحیح مسلم میں حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا کہ جس سے انبیائے کرام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے بعد ازاں حضورؐ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا فرمائی اور آپ کے قدوم میمنت لزوم کی تقریب میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پہلے ہی سے حضورؐ کے انتظار میں موجود تھے جن میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی تھے۔

کچھ دیر نہ گزری کہ بہت سے حضرات مسجد اقصیٰ میں جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے اذان دی اور پھر اقامت کہی ہم صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اسی انتظار میں تھے کہ کون امامت کرے جبرئیل امین نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا۔ جبرئیل امین نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے؟ کہ آپ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی؟ میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں جبرئیلؑ امین نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ کی آمد پر فرشتے بھی آسمان سے نازل ہوئے اور حضورؐ نے حضرات انبیاء اور ملائکہ سب کی امامت کرائی۔ اور جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں؟ جبرئیل امین نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیلؑ نے کہا یہ محمدؐ رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ ملائکہ نے پوچھا کہ کیا ان کے پاس بلانے کا پیغام بھیجا گیا تھا؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا اللہ تعالےٰ ان کو زندہ و سلامت رکھے بڑے اچھے بھائی اور بڑے اچھے خلیفہ ہیں یعنی ہمارے بھائی اور خدا کے خلیفہ ہیں بعد ازاں حضورؐ نے ارواح انبیائے کرام سے ملاقات فرمائی سب نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا حمد ہے اُس ذات پاک کی جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام عالم کے لئے بشیر و نذیر بنایا اور مجھ پر قرآن کریم اُتارا جس میں تمام امور دینیہ کا صراحتہً یا اشارتاً بیان ہے کہ میری امت کو بہترین امت بنایا اور اولین اور آخرین بنایا یعنی ظہور میں آخری امت اور مرتبہ میں اول بنایا اور میرے سینہ کو کھولا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھ کو فاتح اور خاتم بنایا یعنی وجود نورانی اور روحانی میں سب سے اول اور بعثت ظہور میں سب سے آخری نبی بنایا۔

آنحضرتؐ جب خطبۂ تحمید سے فارغ ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے تمام انبیائے کرام سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا انہی فضائل اور کمالات کی وجہ سے محمدؐ تم سب سے بڑھ گئے۔ جب آپؐ فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے تو تین پیالے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا اور تیسرا شراب کا۔ آپؐ نے دودھ کا پیالہ اختیار کیا جبرئیل امین نے کہا آپ نے دینِ فطرت کو اختیار کیا ہے اگر آپؐ شراب کو اختیار

کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اور اگر پانی کو اختیار کرتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی بعض روایات میں ہے۔ کہ شہد کا پیالہ پیش کیا گیا اور آپؐ نے اس میں سے بھی کچھ پیا۔ غرض یہ کہ تمام روایات کے جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چار پیالے پیش کئے گئے (زرقانی شرح مواہب ص۴۷ جلد ۶)

عروج سمٰوات

اس کے بعد حضورؐ نے جبرئیل امین اور امین اور دیگر ملائکہ مکرمین کی معیت میں آسمانوں کی طرف عروج وصعود فرمایا بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ پہلے کی طرح براق پر سوار ہو کر آسمان پر بلند ہوئے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے برآمد ہونے کے بعد جنت سے زمرد اور زبرجد کی ایک سیڑھی کے ذریعہ آپؐ نے آسمان کی طرف صعود فرمایا اور سیڑھی کے دائیں بائیں جانب بکثرت ملائکۃ اللہ آپ کے جلو میں تھے۔

حافظ ابن کثیر رح فرماتے ہیں کہ حضورؐ بیت المقدس کے مشاغل سے فارغ ہونے کے بعد اسی سیڑھی کے ذریعہ آسمان پر تشریف لے گئے اور براق بدستور مسجد اقصیٰ کے دروازہ پر بندھا رہا حضورؐ آسمان سے اُتر کر بیت المقدس میں داخل ہوئے اور پھر اسی براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضورؐ براق پر سوار ہو کر اسی سیڑھی پر سے آسمان پر تشریف لے گئے ہوں اور یہ صورت حضورؐ کی مزید تکریم وتشریف کا موجب بھی ہے۔

سیر ملکوت اور آسمانوں میں انبیاءؑ کرام سے ملاقات

اس طرح آپؐ آسمان اوّل پر پہنچے جبرئیل امین نے دروازہ کھلوایا آسمان دنیا کے دربان نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرشتہ نے دریافت کیا کہ کیا ان کے بلانے کا پیام بھیجا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا، ہاں فرشتوں نے یہ سُنکر مرحبا کہا اور دروازہ کھول دیا آپؐ آسمان میں داخل ہوئے اور ایک نہایت بزرگ آدمی کو دیکھا، جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ آدمؑ ہیں ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا مرحبا ہو فرزند صالح اور نبی صالح کو، اور آپ کے لئے دعائے خیر کی، حضرت آدمؑ کے دائیں اور بائیں جانب کچھ صورتیں تھیں دائیں طرف نیک اولاد کی جو جنتی ہیں اور بائیں طرف بد اولاد کی جو دوزخی ہیں۔

پھر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے، وہاں پر حضرت یحییٰؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام کو دیکھا۔ آپس میں دعا وسلام ہوا۔ پھر تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی، چوتھے پر حضرت ادریسؑ سے، پانچویں پر حضرت ہارونؑ سے، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیمؑ سے، آپؐ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت المعمور قبلۂ ملائکہ ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ہے جس کا روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور پھر ان کی دوبارہ باری نہیں آتی۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں۔ ان کو سلام کیجئے آپؐ نے سلام کیا اور حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا صالح بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا ہو۔

بعد ازاں آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آکر ٹھہر جاتی ہے پھر نیچے اترتی ہے اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ اسی مقام پر حضورؐ نے جبرئیلؑ امین کو اصلی صورت میں دیکھا اور حق جل شانہ کے عجیب وغریب انوار وتجلیات کا مشاہدہ کیا اور بے شمار فرشتے اور سونے کے پتنگے اور پروانے دیکھے جو سدرۃ المنتہیٰ کو گھیرے ہوئے تھے

مُشاہدہ جنّت ودوزخ

جنت کیونکہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔ اس لئے ابوسعید خدری رضؓ کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ بیت المعمور میں نماز پڑھنے کے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کئے گئے اور پھر جنت کی طرف اور بعد ازاں جہنم آپ کو دکھلائی گئی (خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۶۹)

بعد ازاں آپ کو عروج ہوا اور ایسے بلند مقام پر پہنچے جہاں قضاء وقدر کے قلم لکھنے میں مشغول تھے۔ ملائکۃ اللہ امور الٰہیہ کی کتابت اور احکام خداوندی کی لوح محفوظ سے نقل کر رہے تھے۔

دنو اور تدلّیٰ، قرب اور تجلّی

اس مقام سے چل کر حجابات طے کرتے ہوئے بارگاہِ قدس میں پہنچے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی سواری کے لئے ایک رفرف (ایک سبز مخملی مسند) آئی آپ اس پر سوار ہوئے اور بارگاہِ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں پہنچے۔

قاضی عیاض رح شفا میں تحریر فرماتے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دَنٰی فَتَدَلّٰی میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اصل میں اس طرح ہے فَتَدَلّٰی فَدَنٰی اور معنیٰ یہ ہیں کہ محمدؐ کی سواری کے لئے شب معراج میں ایک رفرف اتری آپ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ بلند کئے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے قریب پہنچ گئے۔

انس ابن مالکؓ کی حدیث میں ہے کہ میرے لئے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا اور میں نے نور اعظم کو دیکھا اور پردہ میں سے موتیوں کی ایک (مسند) کو دیکھا اور پھر اللہ تعالےٰ نے جو کلام کرنا چاہا وہ مجھ سے کلام فرمایا (فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی)

جب آپ اس حریم قرب میں پہنچے تو بارگاہِ بے نیاز میں سجدۂ نیاز بجا لائے اور نور السمٰوٰت والارض کے جمال بے مثال کو حجاب کبریائی کے پیچھے سے دیکھا اور بلا واسطہ کلام خداوندی اور وحی ایزدی سے مشرف اور سرفراز ہوئے

ابن عباس رضؓ کی روایت سے دَنٰی فَتَدَلّٰی اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کی تفسیر بھی ہو جاتی ہے کہ آیت میں دُنو اور تدلّیٰ سے حق جل شانہٗ کا ایسا قرب خاص اور تام مراد ہے کہ جس کے ساتھ دیدار پر انوار اور مسرت التیام بھی ہو اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی سے بلا واسطہ مکالمہ خداوندی اور بلا واسطہ کلام اور وحی مراد ہے اس لئے کہ دیدار کے بعد بالواسطہ کلام کے کیا معنی؟ دیدار بلا واسطہ کے بعد کلام بلا واسطہ ہی کا ذکر مناسب اور موزون ہے

الغرض نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم دیدار خداوندی اور بلا واسطہ کلام ایزدی سے مشرف ہوئے حق جل شانہٗ نے آپ سے کلام فرمایا اور پچاس نمازیں آپؐ پر اور آپ

باقی پر صفحہ ۱۸

اِک خیال آگیا اور آنسو رواں

نذرِ عقیدت ومحبت بحضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ثانی حسنی مدیر ماہنامہ رضوان و پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ

وہ رسالت مآب و شہ دوجہاں پاک نام آپ کا، لے یہ گندی زباں
ہے مجال اس کی کیا اور جرأت کہاں اک خیال آگیا اور آنسو رواں
سید ولد آدم وہ خیر الانام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

گیا وہ جوہر فرد پیدا ہوا سارے عالم میں پھیلی ہے اس کی ضیا
گنگنانے لگے ہیں یہ ارض و سما آگیا جانِ کون و مکان آگیا
یک زباں کہہ اٹھے رات دن صبح و شام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

آمنہ کا وہ پیارا وہ دُرِّ یتیم بے کسوں کا سہارا وہ لطف عمیم
سب کی آنکھوں کا تارا وہ ذات کریم جان و دل ماہ پارا وہ خلق عظیم
جس کی ہر ہر ادا واجب الاحترام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جن کی آمد سے فصلِ بہار آگئی رحمتِ حق کبھی پھر جوش پہ آگئی
چھا گئی ہر طرف نور برسا گئی غم کی ماری تھی دنیا سکوں پا گئی
دور کرنا مصیبت کو تھا جس کا کام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

کارواں گم تھا، تاریک پھر رات تھی خوفناک ایک جنگل تھا برسات تھی
ساری دنیا تھی کیا بحرِ ظلمات تھی بدحواسی تھی بگڑی ہوئی بات تھی
آگیا ظلمتِ شب میں ماہِ تمام!
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جس نے کندن بنایا مسِ خام کو جس نے قربان کیا حق پہ آرام کو
کر دیا تھا منور ہر اک گام کو سارے عالم میں پھیلایا اسلام کو
جس پہ نازل ہوا ہے خدا کا کلام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

معجزہ جس کا ادنیٰ تھا شق القمر جس کی آمد جہاں میں نسیم سحر
اس کی آمد نہ ہوتی جہاں میں اگر ٹھوکریں کھاتی انسانیت در بدر
لے کے آیا محبت کا دل کش پیام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ ہمارا نبی خاتم المرسلینؐ دونوں عالم ہوئے جس کے زیر نگیں
ذات ایسی ملے گی بتاؤ کہیں جس پہ قرباں ہوئے آسمان و زمیں
زندگی بھر پلایا محبت کا جام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جس کی آمد سے پہلے تھے گھر گھر صنم مرکز شرک سارا بنا تھا حرم!
رکھ دیئے شرک پر اپنے دونوں قدم جس کے عظمت کے شاہد ہیں لوح و قلم
جس کا دونوں جہاں میں ہے اعلیٰ مقام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

پاک داماں و پاکیزہ قلب و نگاہ حسن وہ جانتے بھی بن گیا گرد راہ
کیمیا بن گیا جس پہ ڈالی نگاہ اس کی عظمت پہ اپنے پرائے گواہ
وہ جمال و جلال اور عالی مقام!
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ رسولوں میں آخر جو مرسل ہوا جس پہ قرآن سارا مکمل ہوا!
جس کا ہر لفظ و جملہ مدلل ہوا قبل کا ہر صحیفہ معطل ہوا
ہوگئے جس پہ دین و شریعت تمام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

تھا جہاں بحرِ ظلمات میں تہ نشیں لات و عزیٰ کے آگے پڑی تھی جبیں
اس پہ قرباں، دیا ہم کو دینِ مبیں اور عطا کی ہمیں ایک شرعِ متیں
اس نے سب کو بتایا حلال و حرام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

بات مانی جنہوں نے ستائے گئے آگ کی جا دروں پر لٹائے گئے
لا الٰہ کہا تو مٹائے گئے پھر بھی آوازِ حق وہ لگائے گئے
جس کے ادنیٰ غلام فاتحِ مصر و شام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جن کی کوشش سے بادِ بہاری چلی جن سے ہر شاخ گلشن کی پھولی پھلی
وہ ابوبکرؓ و فاروقؓ عثمانؓ علیؓ مہکی اسلام کی ان سے ہر ہر کلی!
ان سبھوں کا نبیؐ ان سبھوں کا امام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

فاطمہ پیاری بیٹی، حسینؓ و حسنؓ پارۂ دل جگر گوشہ جزوِ بدن
جن سے آراستہ ہے نبی کا چمن ہیں چمن کے گل و لالہ و نسترن
قابلِ رشک جس کے صحابہؓ کرام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

دیر سے کہہ رہی ہے درود و سلام آگیا اے زباں قدوسیت کا مقام
اب نبی مکرّم کا لے پاک نام ہاں مگر با ادب اور بصد احترام
ذات وہ ہے فدا جس پہ ہیں خاص و عام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ حبیبِ خدا طاہر و مصطفےٰ ابطحی، متقی، مجتبیٰ و مرتضےٰ
وہ حجازی وہ مکی وہ ہے مجتبےٰ عبد، یاسین و طٰہٰ وہ خیر الوریٰ
وہ مزمل، مدثر وہ مدنی امام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ تہامی، تہازی، یتیم و غنی وہ رؤف و بشیر و نذیر و نبی
وہ رسول و مذکر امیں ہاشمی وہ ہے امی لقب مرحبا سیدی
جس کا احمد محمد پیارا ہی نام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

شرح سورۃ الحشر

(از امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ)

مرتبہ :- غازی خدا بخش و شیخ بشیر احمد بی اے

یتامیٰ کے لئے روپے کی ضرورت

(۳) یتامیٰ : جو لوگ جہاد میں شریک ہو کر شہید ہوں ان کے بچوں کی کفالت اور تربیت کے لئے علیحدہ محکمہ قائم کرنا ضروری ہے ۔

مساکین کے لئے روپے کی ضرورت

(۴) مساکین : اسباب و موانع کی وجہ سے جو لوگ کامیاب نہ ہوسکیں ، انہیں اتنی مدد دی جائے کہ وہ اپنے پیشے اور کام کے آلات فراہم کر کے اپنا کام جاری کر سکیں ایک کاریگر کے پاس اپنے کام کرنے کے اوزار نہ ہوں تو وہ ضائع ہو جائے گا - اسے اس فنڈ سے روپیہ دینا جائز ہے - اس کے بعد وہ قوم کا ایک مفید فرد بن جائے گا

ابن السبیل سے کیا مراد ہے ؟

(۵) ابن السبیل : پراپیگنڈہ جس قدر ضروری ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں - پراپیگنڈہ کرنے کے بے شمار طریقے ہیں - ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی خوشی سے ملنے آئیں اور سب چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں ان کا خرچ اس فنڈ سے ادا کیا جاسکتا ہے ایسے ہی سیاحت مسلمانوں کا عمومی فرض ہے - سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ پر بار بار تاکید کی گئی ہے - جو شخص یہ فرض ادا کرنا چاہتا ہے - اس کا نفقہ مسلمانوں کے ذمے ہے - (السائحون (توبہ ۱۱۲) والسائحات (تحریم : ۵) کیونکہ تنظیم ملت محض مردوں ہی سے نہیں ہوتی بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں سے ہوتی ہے سیاحت سے غیر مسلم اقوام کے عقائد کا بھی علم حاصل ہوتا ہے یہ اطلاعات مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہیں بعض اوقات ممالک غیر سے علم حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ ملت اسلامیہ میں اسے شائع کیا جائے حج کی تشریع اس غرض کو بہت حد تک پورا کرتی ہے ۔

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً م بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ط (تاکہ وہ تمہارے اغنیاء ہی میں دست بدست منتقل نہ ہوتی رہے)

اسلام اور سرمایہ داری

پارٹی کا جو مرکزی خزانہ جمع ہو رہا ہے اگر اس میں یتیم ، مسکین اور ابن السبیل کو بھی وہی حق دے دیا جائے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلقین و منتسبین کو کو دیا جاتا ہے تو سرمایہ داری کی ظاہری صورت بھی ختم ہو جائے گی ۔

سرمایہ دار لوگ اپنا تفوق جتانے کے لئے اپنی سوسائٹی علیحدہ کر لیتے ہیں - یہ طریق بتدریج سرمایہ داری کے تغلب کا ذریعہ بنتا ہے جب روپیہ ان کے ہاتھوں میں علیحدہ نہیں آتا بلکہ یتیم اور مسکین کو بھی اس میں برابر کا شریک بنا دیا گیا ہے تو سرمایہ داری بنیادی طور پر اسلام میں نہیں آئے گی

زکوٰۃ کے متعلق ایک لطیف نکتہ

یہاں یہ تنبیہ کر دینا ضروری ہے کہ جو مصنفین آج کل اسلام اور سوشلزم پر لکھ رہے ہیں وہ سب سے پہلے اسلام کی یہ خوبی پیش کرتے ہیں کہ اسلام نے زکوٰۃ فرض کر دی ہے - حالانکہ زکوٰۃ سرمایہ داری کو تسلیم کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سوشلزم کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس لئے یہ لوگ اسلام کو اس پر حل نہیں کر سکتے ۔

عادلانہ تقسیم

اس تقسیم سے فَی کی دولت غرباء اور مساکین میں بٹ جائے گی ، جو غنائم قتال کے بعد حاصل ہوں ان کا ۴/۵ حصہ مجاہدین میں تقسیم ہوگا - لیکن فے کا کل مال فقراء میں تقسیم ہوگا اس طرح فقراء اور اغنیاء دونوں کے لئے آمدنی کے منتقل ابواب معین ہوں گے اور حزب اللہ کا قیام تقویٰ پر رہا یعنی منصفانہ تقسیم پر (المجادلہ : ۹)

اراضی فے اور حقوق کاشتکاری

فے میں جو اراضی مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گی ان میں زمین پر کاشتکاروں کے حقوق مسلّم رہیں گے - اس کی صورت یوں خیال کی جاتی ہے کہ ملک ہر ایک حکومت متغلب تھی اسے اس پارٹی نے شکست دے کر زمین کی حکومت کا چارج لے لیا یہ اراضی ان... کاشتکاروں کے قبضے میں سے نکالی جائے گی - کیونکہ وہ اس اسلامی انقلابی پارٹی سے براہِ راست نہیں لڑے - وہ ایک متغلب حکومت کے ماتحت تھے - اس کے دباؤ سے جنگ میں شامل ہوئے تھے - جب اس حکومت کو شکست ہوگئی تو انہوں نے مسلم حکومت کو اپنے اوپر اس طرح تسلیم کر لیا جس طرح پہلی متغلب حکومت کو مانتے تھے ان لوگوں کو جو زراعت پیشہ نہیں ، زراعتی حقوق سے محروم کرنا خطرناک غلطی ہوگی پس یہ زمین اپنے کاشتکاروں سمیت اس نئی حکومت کے قبضے میں آئے گی - یہ گورنمنٹ کاشتکاروں سے جو حق وصول کرے گی وہ اس پارٹی کے ارکان میں تقسیم ہوگا زمین تقسیم نہیں کی جائے گی اگر یہ کاشتکار نا اہل ثابت ہوئے تو دوسرے کاشتکار ان کی جگہ لگا دیئے جائیں گے مگر وہ ہوں گے - اسی ملک کے لوگوں میں سے - اس طرح اسلامی انقلاب لے اپنے ماتحت ہوم رولر جماعتیں پیدا کریں اسلامی حکومت اصل میں وحدانی حکومت جیسے ایک قوم کی ہوتی ہے بلکہ وہ ایک انٹرنیشنل حکومت ہے

زمین پر ملکیوں کا حق مسلّم

ہر ایک ملک کی زمین سے سب سے پہلے اہل ملک فائدہ اٹھائیں گے - یہ حق ملکیوں کے لئے مسلّم رکھا گیا ہے مگر وہ کاشتکاری کر کے ہی فائدہ اٹھائیں گے حکومت اس پارٹی کی ہوگی جو ملک کو فتح کرے گی - ملکیوں میں سے جو لوگ اس پارٹی میں شامل ہوتے جائیں گے وہ حکومت میں حصہ لے سکیں گے اس طرح ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ کاشتکار اسلام قبول کر کے اپنے ملک کے پورے مالک بن جائیں گے

اسلام کو ان لوگوں کی اصلاح پیش نظر ہے - ان کی اراضی پر قبضہ کر کے کسی دوسرے ملک کے لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود نہیں ہے ان کے ملک میں ایک غلط نظام حکومت کرتا تھا اسے توڑ کر صحیح نظام پر چلنے کی

آسانیاں بہم پہنچا دیں

اراضی کی کاشت سے دو حصے حاصل ہونگے۔

(۱) ایک حصہ پیداوار کاشتکاروں کے قبضے میں جائے گا۔ اس سے حکومت کو کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اور کاشتکاروں سے زمین چھین کر دوسرے ملک کے کاشتکاروں کو نہیں دی جائے گی۔ جب تک وہ حکومت کا حق ادا کرتے رہیں۔ ان کی اراضی ان کے قبضے میں رہیں گی خود اس ملک کے دوسرے کاشتکاروں کو بھی ان کی اراضی چھین کر نہیں دی جائے گی۔

(۲) پیداوار کا دوسرا حصہ حکومت کے خزانے میں جائے گا۔ ہماری فقہی اصطلاح میں اس کا نام خراج ہے اس کی کوئی مقدار معین نہیں کی گئی یہ کاشتکار اور حکومت کے درمیان مصالحت سے طے ہوسکتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ (ا) جنس میں ادا کرنا اسے مقاسمہ کہتے ہیں۔ (ب) نقدی کی صورت میں ادا کرنا اسے خراج مؤظف کہتے ہیں۔

خراج کا مصرف

خراج سے جو آمدنی سرکاری خزانے کو ہوگی۔ وہ عام مسلمانوں کے فوائد میں استعمال کی جائے گی جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ کسی خاص شخص کا کوئی حق نہیں مانا جائے گا یہ فقہ حنفی کے عام مسائل ہیں جو ممالک اسلامیہ میں معمول بہا ہیں جس پارٹی نے اپنا خون دے کر انقلاب برپا کیا ہے اسے زندہ رکھنے کے لئے اسے روٹی دینا ضروری ہے اس لئے یہ اس کا حصہ ہوگا۔

حضرت عمرؓ کا دانشمندانہ فیصلہ

جب عراق کی اراضی ختم ہوئیں تو وہاں کسریٰ کی حکومت متغلب تھی اور ملکی کاشتکار ہی اراضی کے مالک تھے۔ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمینیں ہمیں تقسیم کردی جائیں سیدنا عمرؓ نے نہایت دور اندیشی سے کام لے کر مجاہدین کا یہ مطالبہ منظور کرنے سے انکار کردیا ان کی رائے تھی کہ ان زمینوں کی آمدنی مسلمانوں کی فوجی قوت اور سلطنت کا نظام قائم رکھنے والی طاقت کے لئے وقف کردی جائے تاکہ انقلاب کو اور آگے بڑھا سکیں۔ مگر جن لوگوں کا مطالبہ تھا وہ راضی نہ ہوتے تھے اس پر بارہ ماہ برابر جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر حضرت عمرؓ کو یہ آیت (الحشر: ۷) یاد آئی۔ سیدنا عمرؓ نے اس سے یہ استدلال کیا کہ یہ چیز تو سارے مسلمانوں کی ہے فقط مجاہدین کی نہیں ہے اس لئے تقسیم کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اس تشریح پر سب متفق ہوگئے۔

درس و اعتبار

اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مفتوحہ زمینیں شخصی ملکیت میں نہیں دی جاسکتیں اور یہاں سرمایہ داری ذبح ہوتی ہے

حضرت امام شافعیؒ کی رائے

یہ مسئلہ شاہ ولی اللہ رح کے فلسفے کی اساس ہے انہوں نے "ازالۃ الخفاء" میں اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے شاہ صاحب رح نے اس رسالے میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کا جو مذہب لکھا ہے اس میں حضرت امام شافعیؒ کی یہ رائے بتائی ہے کہ یہ زمین قابل تقسیم ماننی چاہیئے یہ عربی نیشنلزم ہے وہ عرب نیشن ہی کو ساری دنیا پر غالب بنانا چاہتے ہیں — وہ چاہتے ہیں کہ تمام ممالک پر عربوں کا مستقل قبضہ ہو اور وہی ساری دنیا کے جاگیرداری کے اصول پر مالک مان لئے جائیں اس لئے کہ انہوں نے ملک فتح کیا ہے، کیا یہ وہی شہنشاہی نہ ہوگی جو قیصر و کسریٰ کی تھی اور جسے برباد کرنے کے لئے قرآن آیا؟ مگر شاہ صاحبؒ حضرت امام شافعیؒ کے اس فکر کا نہایت عقلمندی مگر نہایت شدت سے رد کرتے ہیں اور یہاں سے ان کی قوت اجتہاد کا اندازہ ہوتا ہے

ائمہ احناف کی رائے اور شاہ ولی اللہ

اتفاق کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح امام شافعیؒ کے موافق نہیں ہیں شاہ صاحب ان کی طرف داری کرتے ہیں۔ ہندوستان کی ساری اسلامی سلطنت کی بنیاد اسی اصول پر رکھی گئی تھی۔ ہندوستان کی تمام زمینیں خراجی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تقسیم شخصی نہیں ہوسکتی مگر پچھلے بادشاہوں نے اپنی کمزوری کے سبب سے اس اصول کو توڑ دیا اس لئے ان کی سلطنتیں برباد ہوگئیں۔

کیا اکراہ فی الدین جائز نہیں؟

اسلام ایک انقلاب لاتا ہے اس کی انقلابی پارٹی اپنی ڈکٹیٹرشپ پیدا کرنے کے لئے لڑتی ہے ہم اسے علانیہ قبول کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے قانون کی اتنی بھی عزت نہیں کرسکتے کہ اس کے جبری غلبے کے حامی ہوں تو پھر ہمارے انقلاب کی کامیابی معلوم! قرآنی قانون کے ماتحت جو غلبہ حاصل ہوگا قرآن اسے جبر قرار نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین، قد تبین الرشد من الغی۔ (البقرہ: ۲۵۶) اس آیت کا ترجمہ شاہ ولی اللہ رح نے یہ کیا ہے کہ قد تبین الرشد کو لا اکراہ کی علت بنایا ہے یعنی چونکہ قرآنی ہدایت اس کی مخالف قوتوں کی گمراہی سے نمایاں ہوچکی ہے اس لئے تھوڑے سے جبر کو جبر نہیں کہنا چاہیئے کیا انسانوں کو تباہی کے منہ میں دے دیا جائے اس لئے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ جبر کر رہے ہیں؟ جب غلامی طبیعتوں میں راسخ ہوجائے تو آزادی ان کو جبراً ہی دینی پڑتی ہے اس کے ساتھ اگر ربا (سود) کو جبراً بند کرنے کا حکم بھی ملا دیا جائے تو یہ دو حکم سرمایہ داری کو ختم کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔

فلسفہ ولی اللہؒ اور انقلاب

اسلام کا یہ وہ انقلاب ہے جسے حضرت شاہ صاحب رح کا فلسفہ اپنا اساس قرار دیتا ہے اس کے ساتھ وہ انسان کی تمام ضرورتیں تسلیم کرتا ہے۔ مثلاً خداشناسی اور رشتہ داروں کے حقوق کو انسانی فطرت کے مطابق تسلیم کرتا ہے مگر اموال میں یہ انقلاب تمام دنیا میں جاری کرنا چاہتا ہے ہم اس فلسفے کو اساس بنا کر تمام دنیا کو مسلمان بنا سکتے ہیں ایک حصہ تو اس تحریک کو ظاہراً اور باطناً قبول کرے گا اور باقی ہمارا دوست ہوجائے گا اور پھر وہی مسلم اور ذمی کی تقسیم ہوکر اسلام آج کے زمانے میں بھی غالب آسکتا ہے۔ (وما ذالک علی اللہ لعزیز)

فریضۂ زکوٰۃ

(محمد شفیع عمرالدین ٹھٹہ)

حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق حضرت یعقوب علیہم السلام جو پیغمبر اور پیشوا تھے انہیں بھی منجملہ دیگر احکام کے زکوٰۃ دینے کا حکم تھا

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ج وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ٥ (الانبیاء آیت ۷۳)

اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے

لہٰذا

ہمیں بھی چاہیئے کہ

۱۔ اللہ تعالےٰ کے احکام پر خود چلیں اور لوگوں کو ان کی طرف بلائیں۔

۲۔ اچھے کام بجا لاتے رہیں

۳۔ نماز قائم کریں

۴۔ زکوٰۃ دیتے رہیں

۵۔ صرف اللہ تعالےٰ کی بندگی کریں شرک سے دور رہیں۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ج (الممتحنۃ آیت ۴)

ترجمہ! بے شک تمہارے لئے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو اس کے ہمراہ تھے ......

زکوٰۃ دینے والے قیامت کے دن خوف اور غم سے بچے رہیں گے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ (البقرہ آیت ۲۷۷)

ترجمہ! جو لوگ ایمان لائے، اور نیک کام کئے۔ اور نماز کو قائم رکھا، اور زکوٰۃ دیتے رہے تو ان کے رب کے ہاں ان کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے

جہاد کے حکم سے قبل نماز کیساتھ زکوٰۃ دینے کا حکم تھا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ج (النساء آیت ۷۷)

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب

"مکہ میں ہجرت کرنے سے پہلے کافر مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے۔ اور ان پر ظلم کرتے تھے۔ مسلمان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کرتے۔ اور رخصت مانگتے کہ ہم کفار سے مقاتلہ کریں اور ان سے ظلم کا بدلہ لیں۔ آپؐ مسلمانوں کو لڑائی سے روکتے کہ مجھ کو مقاتلہ کا حکم نہیں ہوا۔ بلکہ صبر اور درگذر کرنے کا حکم فرماتے۔ اور فرماتے

نماز اور زکوٰۃ

کا حکم جو تم کو ہو چکا ہے، اس کو برابر کئے جاؤ۔ کیونکہ جب آدمی اطاعت خداوندی میں اپنے نفس پر جہاد کرنے کا اور تکالیف جسمانی کا خوگر نہ ہو اور اپنے مال خرچ کرنے کا عادی نہ ہو تو اس کو جہاد کرنا اور اپنی جان کا دینا بہت دشوار ہے اس بات کو مسلمانوں نے قبول کر لیا تھا۔

سچے پرہیزگاروں کی ایک خصوصیت زکوٰۃ کا دینا ہے

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥ (بقرہ آیت ۱۷۷)

ترجمہ! یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر۔ اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں، اور مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے۔ اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے۔ اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کرلیں۔ اور تنگدستی میں، اور بیماری میں، اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی سچے ہیں۔ اور یہی پرہیزگار ہیں۔

یعنی

ایمان لا کر تصحیح عقائد کے بعد اعمال صالح بجا لانے ضروری ہیں۔

(۱) اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا چاہیئے اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیئے

(۲) قیامت کے دن کو برحق ماننا چاہیئے جو قیامت کے حالات قرآن مجید اور صحیح احادیث میں مذکور ہیں وہ برحق ہیں

۳۔ ملائکہ کو برحق ماننا چاہیئے جو اللہ تعالےٰ کی ایک نوری مخلوق ہے۔

۴۔ کل آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو جو حضرات انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئے برحق ماننا چاہیئے یہ بھی عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ آخری کتاب ہے۔ جو قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لئے واجب العمل ہے۔

۵۔ سب نبیوں پر ایمان لانا چاہیئے اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا چاہیئے۔ قیامت تک آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔

۶۔ محض اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی کی خاطر اس کی راہ میں مال خرچ کرنا چاہیئے۔

اپنے حاجت مند رشتہ داروں کو دے کر دوہرے ثواب کا مستحق بننا چاہیئے۔

اپنے یا پرائے یتیم کی سرپرستی کرو۔ اس کی فلاح وبہبود کی خاطر اپنے مال کو خرچ کرنا چاہیئے۔

مسکین جن کے پاس کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کا سامان نہ ہو ان کو مالی خدمت سے

نوازتے رہنا چاہیئے۔
مسافر جو سفر میں تنگ دست ہو گیا ہو وہ بھی خدمت کا حقدار ہے ....
مہمان بھی مسافر کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ مہمانی کا حق بھی ادا کرنا چاہیئے۔
سائل ضرورت مند مانگنے والے کو بھی دینا چاہیئے —
غلاموں کی آزادگی میں خرچ کرنا چاہیئے مقروض کو قرضخواہ سے چھڑانے میں خرچ اسی حکم میں آجاتا ہے۔
۷۔ پنجگانہ فرض نماز پابندی کے ساتھ سب ارکان بجا لاکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔
۸۔ زکوٰۃ بھی ادا کرتے رہنا چاہیئے۔
۹۔ اپنے سب قول و قرار اور وعدے (بشرطیکہ وہ غیر شرعی نہ ہوں) پورے کرنے چاہیئے۔ ایفائے عہد نہ کرنا منافق کا کام ہے
(۱۰) صبر کو ہر حال میں اپنا شعار بنانا چاہیئے خصوصًا مالی تنگدستی، جسمانی بیماری۔ جنگ کے وقت مستقل المزاج رہ کر صبر کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہنا چاہیئے۔
تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے۔
"جس نے اس آیت پر عمل کر لیا اس نے کامل اسلام لے لیا۔ اور دل کھول کر بھلائی سمیٹ لی ہے"
"حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تم نمازیں پڑھو۔ اور دوسرے اعمال نہ کرو۔ یہ کوئی بھلائی نہیں ہے"

زکوٰۃ دینے والے دوستی کے قابل ہیں

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ○ (مائدہ۔ آیت ۵۵)

ترجمہ!— تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں ؎

منعمی گر میکند ترک زکوٰۃ
دور از وے باش تا داری حیات (عطارؒ)

زکوٰۃ دینے والے دینی بھائی ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ ط وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○ (التوبہ آیت ۱۱)

ترجمہ! اگر یہ (کفر سے) توبہ کریں اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور سمجھداروں کے لئے کھول کھول کر احکام بیان کرتے ہیں۔

تارکِ زکوٰۃ کے لئے وعید

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لا فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ط ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ○ (توبہ۔ آیت ۳۴، ۳۵)

ترجمہ! اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے

فائدہ!

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور حق دار کا حق دیتا رہے۔" (موضح القرآن)
ایک دیہاتی نے اس آیت (وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ) سونا اور چاندی جمع کرنے کے معنی حضرت ابن عمرؓ سے دریافت کئے۔ آپ نے فرمایا۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کے لئے عذاب ہے۔ لیکن یہ حکم زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ جب زکوٰۃ فرض ہو گئی تو اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ ہی کو مال کی پاکی کا ذریعہ بنا دیا (بخاریؒ شریف)

حدیث! حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے مال عطا کیا اور اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے گنجا سانپ بنایا جائے گا۔ جس کی آنکھوں میں دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ اور اس سانپ کو طوق کی طرح اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر یہ سانپ اس کی دونوں باچھیں کاٹے گا۔ کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ ط بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط
(آل عمران آیت ۱۸۰)

ترجمہ! اور جو لوگ اس چیز پر بخل کرتے ہیں۔ جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے۔ وہ یہ خیال نہ کریں کہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے۔ قیامت کے دن یہ مال طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈالا جائے گا۔ جس میں وہ بخل کرتے تھے

زکوٰۃ ادا کرنے کا سہل طریقہ

اگرچہ زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے۔ جب مال پر ایک سال گزر جائے مگر وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے

حدیث

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلد زکوٰۃ ادا کرنے کی بابت سوال کیا یعنی سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دینے کی بابت آپؐ نے اس کی اجازت دے دی (مشکوٰۃ)

بعض حضرات کا طرزِ عمل یہ ہے کہ اندازہ سے سال بھر زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں سال گزرنے پر پورا حساب کر کے باقی جو واجب الادا ہو ادا کر دیتے ہیں۔ جس طرح سرکاری ملازم اپنی تنخواہ سے ماہوار انکم ٹیکس حکومت کو دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر ماہانہ اندازے سے زکوٰۃ بھی ادا کرتے رہیں تو سال گزرنے پر معاملہ بڑا سہل نظر آئے گا۔

زکوٰۃ نہ دینا مال کو ضائع کر دیتا ہے

حدیث:۔ جس مال میں زکوٰۃ مخلوط ہو جاتی ہے۔ یعنی زکوٰۃ اس میں سے نہیں نکالی جاتی بلکہ اسی میں مخلوط رہتے دی جاتی ہے................ تو وہ مال ضائع ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)
یہ ہے دنیا کا خسارہ۔ آخرت کا عذاب آپ اوپر پڑھ آئے ہیں
حاصل کلام تارک زکوٰۃ دونوں جہان میں خسارہ مند ہے
اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے (آمین)

موت کی چند گھڑیاں

قاری عبدالمجید مدرس مدرسہ انوار الاسلام کیمبل ایبٹ آباد

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ه

(آل عمران ع ۲۰ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے۔ پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا بے شک وہ کامیاب ہو گیا دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ موت کا مزہ ہر نفس نے چکھنا ہے۔ اور ہر جاندار نے ایک دن ضرور مرنا ہے۔ موت سے نہ کوئی بچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی بھاگ سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ الخ اے نبی! فرما دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں ضرور مل کر رہے گی۔ اور تم ضرور اس کو پاؤ گے وہ موت تو ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جس سے نہ تو کوئی چھوٹا ہی بچ سکا اور نہ بڑا، نہ کوئی بوڑھا بچ سکا اور نہ جوان، نہ کوئی امیر بچ سکا اور نہ غریب نہ کوئی نیک بچ سکا اور نہ بد۔ نہ کوئی نبی بچ سکا اور نہ کوئی ولی۔ اس موت نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا اور نہ چھوڑے گی۔ دوسروں کی موت سے زندوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اگر آج ایک شخص ہمارے سامنے مر چکا ہے۔ تو یاد رکھو! کہ ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے۔ کہ تم بھی وفات پاؤ گے۔ تمہارا یہ خیال کتنا غلط ہے کہ ہماری عمر بڑھ رہی ہے۔ نہیں تمہاری عمر تو رات دن کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور تم رات دن موت کے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہو۔ تمہارا دنیا میں آنا ہی اس بات پر شاہد دگواہ ہے۔ کہ تم نے ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔ جو بھی اس دنیا میں آیا وہ چلا گیا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی کو بقاء و دوام حاصل ہے۔ پہلے بھی وہی تھا۔ آخر بھی وہی رہے گا۔ صرف اسی کی ذات حیّ القیوم ہے۔ اس زمین پر جتنے بھی ہیں سب کے سب فانی ہیں۔ صرف اسی کو فنا نہیں۔ اس موت کی سختی سے تو خدا کے برگزیدہ رسول خاتم الانبیاء سیّد الرسل محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچ سکے۔ اور اس موت نے آپ کو بھی معاف نہ کیا۔ حضورؐ کی وفات کا حال یاد کر کے ہر ایک کو نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حال

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا آپ کے سامنے ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ آپ اس میں اپنا دست مبارک ڈالتے اور فرماتے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ موت کی بڑی سختیاں ہیں اور پھر اپنا دست مبارک اوپر اٹھاتے اور فرماتے رَفِيقِ الْأَعْلٰى! رَفِيقِ الْأَعْلٰى" آپؐ بار بار بے ہوش ہو جاتے اور چہرہ مبارک پسینہ سے تر ہو جاتا ۔۔۔۔ (بخاری شریف)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موت نے نہ چھوڑا، تو ہم کیا ہیں اور ہماری حقیقت ہی کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام تو گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں اور ہم رات دن گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ ہمیں ہرگز معاف نہ کیا جائے گا۔ اب چند واقعات حضورؐ کے شیدائیوں کی موت کے لکھے جاتے ہیں۔

چند بزرگوں کی اموات کا ذکر

(۱) احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی موت کا وقت قریب ہوا۔ تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ "مجھے بٹھا دو"۔ لوگوں نے بٹھایا آپ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل شروع کی۔ پھر رونے اور فرمانے لگے " اے معاویہ! بڑھاپے اور شکستگی کے وقت خدا تعالیٰ کے ذکر کی سوجھی اس کی یاد کا وقت تو وہ تھا۔ کہ جب شاخ جوانی تر و تازہ تھی۔ یہ کہہ کر بلند آواز سے رو کر فرمانے لگے "اے الٰہی! اس بوڑھے بہت سخت دل پر رحم فرما۔ الٰہی! لغزش سے درگزر اور خطا کو معاف فرما اپنے حلم سے اس عاجز کو اپنی طرف بلا جو تیرے سوا نہ تو کسی پہ توقع رکھتا ہے اور نہ اعتماد۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی موت کا وقت جب قریب ہوا۔ تو اپنے غلام سے فرمانے لگے "میرا سر مٹی پر رکھ دے" غلام رونے لگا آپؒ نے پوچھا کیوں روتا ہے؟ غلام بولا "اے آقا! مجھے آپ کی آسائش و آرام یاد آ رہا ہے۔ اب آپ فقیر و محتاج ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہے ہیں فرمایا "اے نصیب رہ میں نے تو خدا تعالیٰ سے خود دعا کی تھی۔ کہ میری زندگی تونگروں والی ہو۔ اور موت فقیروں والی" پھر فرمایا "میرے سامنے تلقین کے لئے کلمہ پڑھنا۔ مگر جب تک میری زبان سے دوبارہ نہ نکلے تم بھی دوبارہ نہ کہنا"۔

(۳) ایک شخص نے حضرت شبلیؒ کے خادم سے ان کی موت کا حال پوچھا۔ خادم نے کہا "حضرت شبلیؒ نے موت کے وقت مجھے بلایا۔ اور فرمانے لگے کہ مجھ پر ایک شخص کا درہم تھا جو ظلماً میرے پاس آ گیا تھا۔ ہر چند میں نے اس شخص کی طرف سے ہزارہا صدقات دے ڈالے ہیں۔ مگر پھر بھی ڈرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے بدلے میں نہ پکڑ لے۔ میرے دل پر اس سے بڑھ کر اور کوئی بوجھ نہیں اور مجھے قریب بلا کر کہنے لگے وضو کراؤ میں نے وضو کرایا آپ ۔۔۔۔ ڈاڑھی میں خلال بھول گئے آپ کی زبان بند تھی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ڈاڑھی میں ڈال دیا۔ پھر وفات پائی۔" اس پر موت کا حال دریافت کرنے والا آدمی بہت رو دیا۔ اور کہنے لگا اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کہ جس سے آخری وقت میں بھی شریعت کا ایک مستحب نہ چھوٹا۔

(۴) حضرت امام شافعیؒ کی موت کے وقت ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور حال دریافت کرنے کے بعد پوچھنے لگا کہ حضرت آپ نے کیسے صبح فرمائی؟ فرمانے لگے "اس طرح صبح کی کہ دنیا سے رحلت، بھائیوں سے مفارقت اور اپنے اعمال بد سے ملاقات کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے پاس جاتا ہوں۔ یہ پتہ نہیں کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ اس کو مبارک باد دوں یا دوزخ میں پہنچے گی کہ اس پہ ماتم پرسی کروں۔

قارئین کرام

آپ نے چند بزرگوں کی موت کا حال پڑھا کہ کتنے زیادہ عمل کر کے بھی خدا تعالیٰ سے خائف تھے۔ موت کے بعد پھر قبر کی منزل ہے۔ وہ بڑی ہی سخت ہے اس میں تاریکی بھی ہے۔ اور سخت اندھیرا بھی۔ اس میں خدا

کی ذات کے سوا کوئی بھی ساتھی نہیں۔ اور وہ رات دن انسان کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ اے انسان! تو نے مجھ میں آنا ہے اپنا انتظام کر کے آنا۔ ایسا نہ ہو کہ تو خالی ہاتھ آ جائے اور تجھے یہاں آ کر نادم ہونا پڑے تیری ندامت اس وقت کچھ کام نہ آئے گی۔ مجھ میں آنے کی تیاری دنیا ہی میں کر لے۔

قبر کا انسان سے خطاب

طبرانی کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح منقول ہے فرماتے ہیں کہ "جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر مردے سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ اے خانہ خراب آدمی! تجھ کو کس چیز نے مجھ سے مغالطے میں رکھا تو نے نہ جانا کہ میں آزمائش کا گھر اور تاریکی کا مقام، تنہائی کی جگہ، اور کیڑوں کا خانہ ہوں۔ میرے متعلق تجھے کس چیز نے دھوکا دیا۔ تو مجھ پر اکڑ کر چلتا تھا۔ پس اگر نیک بخت ہوتا ہے۔ تو اس کی طرف سے کوئی جواب دینے والا دیتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اے قبر تو نہیں دیکھتی کہ یہ شخص تو اچھی بات کا حکم کرتا تھا۔ اور بری بات سے منع کرتا تھا۔" قبر کہتی ہے ذرا اچھا اب میں اس کے لئے سرسبز و شاداب بن جاؤنگی اور اس کا جسم نور بن جائے گا اور روح خدا تعالیٰ کے پاس چلی جائے گی۔ اور بدکار آدمی کا انجام اس کے خلاف ہوتا ہے۔ نیکوں کے لئے قبر جنت کا باغ بنتی ہے اور بدکاروں کے لئے جہنم کا گڑھا۔ اللہ کے بندے اس مقام سے بڑے ہی ڈرتے ہیں ہمیشہ اس کی سختیوں سے پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ اور اس کی تیاری میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔ ہمارے اسلاف کا دستور موت سے ڈرنے کا تھا۔ اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جو لوگ جنازے کے ساتھ جاتے ہیں یہ خیال نہیں ہوتا کہ آج ہم اسے لئے جا رہے ہیں کل ہماری باری ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ جب کسی جنازے کو دیکھتے تو فرماتے "چلو ہم بھی تمہارے پیچھے ہیں اور حضرت عثمان رضؓ کی حالت تو بہت ہی عجیب تھی

حضرت عثمان رضؓ کی حالت

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اِذَا وَقَفَ عَلٰی قَبْرٍ بَکٰی حَتّٰی یَبُلَّ لِحْیَتَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ تَذْکُرُ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْکِیْ وَتَبْکِیْ مِنْ ھٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ فَاِنْ نَجَا مِنْہُ فَمَا بَعْدَہٗ اَیْسَرُ مِنْہُ وَاِنْ لَّمْ یَنْجُ مِنْہُ فَمَا بَعْدَہٗ اَشَدُّ مِنْہُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاَیْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْہُ — (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ! حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آپ کا حال یہ تھا۔ کہ آپ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آنسوؤں سے آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا گیا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ جنت و دوزخ کو یاد کرتے ہیں تو نہیں روتے اور اگر قبر کا ذکر کیا جائے تو اس قدر کیوں روتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، پس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو باقی سب منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں۔ اور اگر قبر کی اس منزل سے نجات نہ پا سکا تو اس کے بعد کی تمام منازل اور بھی زیادہ سخت اور کٹھن ہیں۔ اور نیز میں نے حضورؐ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا۔ مگر یہ کہ قبر اس سے زیادہ خوفناک اور شدید ہے۔

اے مومن! ہمارے اسلاف کی یہ حالت تھی۔ آج تو یہ ہے کہ موت یا قبر کو یاد کرنا تو درکنار دنیا کی زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ رہا ہے۔ حالانکہ یہ دنیا تو چند روزہ ہے اس سے جس نے جی لگایا اور محبت کی۔ اسی کو اس نے دھوکا دیا، اسی لئے تیرے رب نے اس کے متعلق فرما دیا ہے۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ کہ دنیا تو ایک دھوکا ہے۔ دنیا کے حاصل کرنے کو کامیابی نہ سمجھ۔ اصل کامیابی تو یہ ہے کہ تجھے دوزخ سے ہٹا کر جنت میں داخل کر دیا جائے دنیا کی زینت اور فریفتگی فانی اور زوال پانے والی ہے اور اس زیب و زینت کو دیکھ کر آخرت کی ان نعمتوں کو نہ بھول۔ جو تیرے لئے تیار کی گئی ہیں۔ ایسی عمدہ نعمتیں کہ آج تک نہ کسی آنکھ نے ان کو دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر ان کا خیال تک گزرا اچھی طرح سن لے۔ کہ دنیا کی حقیقت مومن کی نظر میں کچھ نہیں ہوا کرتی وہ اسے چند روزہ سمجھتا ہے۔ اور اس میں جی نہیں لگاتا۔ جتنا مل جاتا ہے اُسے صبر و شکر سے استعمال کرتا ہے۔ اُسے ہر وقت اپنی موت کا فکر رہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس کی ناراضگی سے ڈرتا ہے۔ کیا تجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان دنیا کے متعلق یاد نہیں کہ ایک دفعہ آپ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اس انگلی کو سمندر میں ڈال کر نکالا جائے۔ اس پر جتنا پانی سمندر کے مقابلہ میں لگے گا۔ بس دنیا کی نعمتیں اخروی نعمتوں کے مقابلہ میں اتنی سی ہیں کہ جتنا سمندر سے انگلی پر پانی لگے گا ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ۔

بقیہ: خطبہ جمعہ صلا سے آگے

آنکھیں حق و صداقت کی طرف سے بند کر رکھی تھیں آج ہم نے ان کی بینائی اچک لی ہے اور ہمارا دستور ہے کہ ہم مجرموں کو ان کے مناسب حال سزا دیتے ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ جس طرح نیک اعمال کا اجر و ثواب ضرور مل کر رہے گا۔ اسی طرح نافرمانوں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا بھی لازماً مل کر رہے گی ہاں اگر کسی کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے تو بات دوسری ہے کیونکہ خداوند قدوس توبہ قبول کرنے والا اور غفور الرحیم ہے۔

قانون مکافات یا مجازاتِ عمل

ہر شخص یہ حقیقت تسلیم کرتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ہر چیز میں کوئی نہ کوئی خاصیت رکھی ہے آگ میں یہ خاصہ ہے کہ وہ جلا دے، جو شخص آگ میں کودے گا اس کا جل جانا یقینی ہے پانی کا خاصہ رطوبت اور ٹھنڈک ہے اور یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص دریا میں اترے اور اس مکافات سے بچ جائے اسی طرح سنکھیا کھانے سے موت واقع ہوتی ہے اور کونین کے استعمال سے بخار رک جاتا ہے گیہوں بونے سے گیہوں پیدا ہوتا ہے اور جوار کا بیج زمین میں ڈالنے کے بعد ہمیں کبھی یہ گمان نہیں گزرتا کہ زمین سے مکی کا پودا اگ آئے گا۔ یہی حال اعمال کے مکافات کا ہے، اچھے عمل کے بدلے اچھا اور برے عمل کے بدلے برا نتیجہ برآمد ہوگا۔ نیک عمل کبھی ضائع نہیں جائے گا، اس کی جزا مل کر رہے گی۔ برے اعمال کے عوض سزا ملے گی اور مجرم کو جہنم کی آگ سے کوئی چھڑا نہ سکے گا۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

جزا و سزا انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے

سورۂ بقرہ میں خداوند قدوس نے جزا و سزا کا قاعدہ کلیہ ہی یہ بتلا دیا ہے:۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

ہر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جیسی اس کی کمائی ہوگی جو کچھ اسے پاتا ہے وہ بھی اس کی کمائی سے ہے اور جس کے لئے اسے جواب دہ ہونا ہے وہ بھی اس کی کمائی ہے

قوموں اور جماعتوں کی نسبت بھی خدائے لایزال وحدہٗ لاشریک نے یہی قاعدہ مقرر کیا ہے:۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہ ایک امت تھی جو گزر چکی اس کے لئے وہ نتیجہ تھا جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے وہ نتیجہ ہے جو تم کماؤ گے۔

قرآن عزیز کے چوبیسویں پارے کی آخری آیت میں ارشادِ ربانی ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

ترجمہ: جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لئے اور برائی کرتا ہے تو اپنے سر پر اور آپ کا رب تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔

مقصد

یہ ہے کہ جو انسان قانون خداوندی کو مان کر اس پر عمل کرے گا۔ جزائے خیر پائے گا اور جو برائی کرے گا خود نقصان اٹھائے گا جزاء و سزا اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے

اسلام اور غیر مذاہب کے درمیان فرق

قانونِ مکافات کے سلسلے میں اسلام اور غیر مذاہب کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر انسان گناہوں سے توبہ کرے اپنے کئے پر نادم ہو، آئندہ برائیوں سے دستکش ہونے کا پکا ارادہ کرے اور اچھائیوں پر عمل پیرا ہو جائے تو خداوند قدوس اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بودھ مت اور ویدک تعلیمات کے پیرو ویدانتی اور آریہ وغیرہ، عقیدہ رکھتے ہیں کہ قانونِ مکافاتِ عمل (ہندی اصطلاح میں "کرم")، ہر حال اور ہر صورت میں اپنا عمل کر کے رہتا ہے اور کوئی خدائی قوت اس پر غالب نہیں آسکتی، مسیحی اقوام کا عقیدہ ہے کہ خداوند قدوس صفتِ رحیمی کا اظہار پوری طرح کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کی صفتِ عدل کے تقاضہ کو پورا کرنے اور گنہگاروں کو معافی دلوانے کے لئے کفارہ کا وجود لازمی ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خداوند قدوس قادر و رحیم ہے۔ جزاؤ سزا انسان کے اپنے ہی اعمال کا قدرتی نتیجہ ہے، قانونِ مکافاتِ عمل فطرت کے ہر گوشہ میں کام کر رہا ہے مگر توبہ کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ جو شخص گناہوں کو ترک کر کے صدق دل سے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، وہ اللہ کی رحمت کے سایہ میں آجاتا ہے اور حق تعالیٰ ہمارا اسے بخشش و مغفرت کے انعامات سے نواز دیتے ہیں۔

سکرادائے اشکرا

ہمیں چاہیئے کہ ایسے رحیم و کریم آقا کی فرماں برداری اور اس کے ذکر سے منہ نہ موڑیں ہر وقت اس کا فضل طلب کریں، گناہوں سے بچیں کتاب و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور نیک اعمال کا ذخیرہ لے کر اس کے حضور پیش ہوں تاکہ آخرت میں ہمیں ان کا نیک ثمرہ ملے آمین ہمارا ایمان ہے کہ خداوند قدوس کے مخلص بندوں کے نیک اعمال ضائع نہیں جاتے اور انہیں ان کا پھل عنداللہ مل کر رہے گا۔

بقیہ واقعہ معراج النبی صلے اللہ

کی امت پر فرض فرمائیں۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حق جل شانہٗ نے آپ کو اس وقت تین عطیے مرحمت فرمائے۔

(۱) پانچ نمازیں (۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (۳) جو شخص آپ کی امت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اللہ تعالےٰ اس کے کبیرہ گناہ معاف فرما دے گا کسی کو انبیائے کرام کی شفاعت سے کسی کو ملائکہ کی شفاعت سے اور کسی کو اپنی خاص رحمت سے، جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا۔ بالآخر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

واپسی پر حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر پچاس نمازوں میں سے ۴۵ نمازیں تخفیف کرائیں اور صرف پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا۔ اس طرح سے آسمانوں سے واپسی ہوئی اور پہلے بیت المقدس میں اترے وہاں سے براق پر سوار ہو کر صبح سے پہلے مکہ مکرمہ میں پہنچے آپ نے یہ واقعہ قریش کے سامنے بیان کیا وہ سنکر حیران رہ گئے وہ آپ کا امتحان لینے لگے حق تعالےٰ نے بیت المقدس کو آپ کی نظروں کے سامنے کر دیا۔ راستہ میں ایک تجارتی قافلہ کا بھی آپ نے ذکر فرمایا جس کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ تیسرے دن قافلہ والوں نے بھی آپ کی تصدیق کی۔ اسی طرح قریش نے آپ کا صدق آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے سن لیا مگر وہ تکذیب اور ضد پر تلے رہے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ اسی کی وجہ سے آپ کا لقب صدیق مشہور ہوا —

بقیہ: پچھلے کا صفحہ

کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آواز آئی کہ رابعہ! اگر تو چاہے تو ہم تجھ کو دنیا کی ساری نعمتیں عطا کر دیں لیکن اپنا غم تیرے دل سے نکال لیں گے۔ میرا غم اور دنیا کی نعمتیں ایک دل میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ رابعہ! تیری بھی ایک مراد ہے اور ہماری بھی ایک مراد ہے اور ہماری اور تیری مراد ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں جب حضرت رابعہ نے یہ خطاب سنا تو اپنے دل کو دنیا سے بالکل جدا کر دیا اور ہر وقت دعا مانگتی رہتی تھیں کہ خدایا! مجھے اپنی طرف ایسا مشغول رکھ کہ کوئی مجھ کو تیری طرف سے پھیر نہ سکے

ہماری تخلیق کا مقصد مال و دولت کا جمع کرنا نہیں ہے۔ مال و دولت کے انبار جمع کرنے کی ہوس جب انسان کے دل میں پیدا ہو جائے تو پھر انسان یہ نہیں دیکھتا کہ وہ جن ذرائع سے مال جمع کر رہا ہے جائز ہیں یا ناجائز۔ ضمیر فروشی کرنی پڑے تو پرواہ نہیں، حق و انصاف کا خون کرنا پڑے تو ضمیر خاموش رہتی ہے اور کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ناجائز ذرائع سے جمع کیا ہوا مال انسان کے چہرے پہ سرخی تو ضرور پیدا کر سکتا ہے لیکن اس کے جسم و جان کو سکون سے محروم کر دیتا ہے اور اس مال کے ذریعے جو خون جسم میں پیدا ہوتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے عذاب کو دعوت دیتا ہے آخرت میں حرام کے مال سے پیدا شدہ خون جہنم کی آگ میں جلنے کا زیادہ حق دار ہو گا۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جس نے اپنی تخلیق کے مقصد کو سمجھ لیا اور ہر شعبہ زندگی میں اپنے مالک کی رضا کو مدنظر رکھا اور اسی مقصد کو پورا کرنے میں اپنی زندگی صرف کر دی قیامت کے دن یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ دنیا میں رہ کر مال و دولت کس قدر جمع کیا اور کس قدر سامان راحت مہیا کیا۔ وہاں تو صرف یہ سوال ہو گا کہ کس قدر حسنات کما کر لائے ہو۔ اور کہاں تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کی —

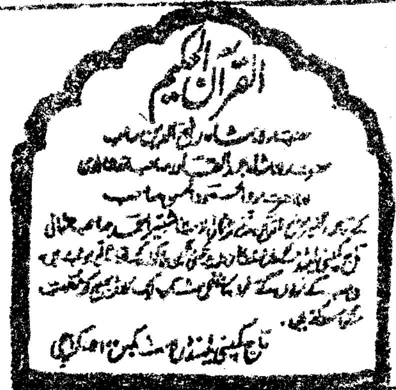
التماس ضروری

جملہ شکایات، خط و کتابت اور ترسیل زر بنام منیجر ہفت روزہ خدام الدین کی بجائے ادارہ کے کسی کارکن کے نام پر خصوصاً چندہ وغیرہ کی رقوم نہ بھیجی جائیں

چیک اور بنک ڈرافٹ بھی منیجر ہفت روزہ خدام الدین کے نام تیار کرائے جائیں

دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ ضرور بھیجا جائے

منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف خوشخط لکھا جائے اور تفصیلات کی وضاحت کی جائے



اطلاع عام

بعض ایجنٹ حضرات نے مسلسل کئی ماہ سے پرچہ کی رقوم ادا نہیں کیں۔ اس لئے مجبوراً انہیں ترسیل بنڈل روکنا پڑی۔ ان کی اطلاع کی لئے گزارش ہے کہ بعد از نوٹس ہذا اپنے واجبات فی الفور روانہ فرمائیں۔ ورنہ آئندہ شمارہ میں ان کے اسمائے گرامی نشر عام کر دیئے جائیں گے

(منیجر مشتاق حسین بخاری)

زیر طباعت

مجلد سیٹ رسائل انجمن خدام الدین کا نیا ایڈیشن زیر طبع ہے

تا اطلاع ثانی مجلد سیٹ رسائل کے لئے فرمائش نہ بھیجی جائے اور نہ ہی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجی جائے —

(ادارہ)

جلسہ

مجلس تحفظ ختم نبوت کا تیسرا سالانہ جلسہ چک نمبر ۳۲ B میں مورخہ ۲۱، ۲۲ دسمبر مطابق ۴، ۵ شعبان بروز ہفتہ، اتوار بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام و مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں —

(۱) مجاہد ملت نائب امیر شریعت جناب مولانا محمد علی صاحب جالندھری (۲) مناظر اہلسنت جناب مولانا عبدالستار صاحب تونسوی (۳) فاضل نوجوان جناب مولانا قاضی عبداللطیف شجاع آبادی (۴) قاطع بدعت جناب مولانا قائم الدین صاحب علی پوری (۵) جناب مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری (۶) جناب مولانا غلام محمد صاحب دفتر تحفظ ختم نبوت ملتان (۷) شاعر کشمیر صاحب خاکی صاحب

بقیہ: احادیث الرسول

تم میں سے کسی پر سفر میں زیادہ عرصہ گزر جائے تو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آ کر اترے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔



فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔



سامانِ راحت اور چیز ہے راحت اور چیز ہے

سیّد غلام حسین

سامان راحت اور اصل راحت میں بڑا فرق ہے۔ سامان راحت کرایہ پر لیا جا سکتا ہے یا بازار سے خریدا جا سکتا ہے مگر راحت نہ کسی منڈی میں نیلام ہوتی اور نہ کسی بازار سے خریدی جا سکتی ہی یہ صرف اللہ تعالٰے کا عطیہ ہے جو اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں اور راضی برضائے الٰہی رہنے والوں کا حصہ ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس کے پاس سامان راحت ہو اس کو راحت بھی حاصل ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ جس کے پاس سامان راحت نہ ہو اس کو راحت حاصل ہی نہ ہو۔ راحت اور سامان راحت کا لازم و ملزوم نہ ہونا صرف دلائل ہی سے ثابت نہیں بلکہ جس کا جی چاہے بے دین مالدار اور بے مال دیندار کو ذرا قریب سے دیکھ کر خود اس حقیقت کا مشاہدہ کر کے دیکھ لے۔ دیندار آپ کو سلطنت میں نظر آئے گا اور بے دین مالدار مصیبت میں گرفتار نظر آئے گا۔ راحت روپے کے ڈھیروں میں نہیں ملتی۔ دولت سے راحت کے سارے سامان خریدے جا سکتے لیکن راحت نہیں خریدی جا سکتی اور اصل راحت اطمینان قلب ہے اور یہ دولت ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتی اللہ تعالٰے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے انسان کا تعلق جب اللہ تعالٰے کے ساتھ درست ہو جائے تو پھر عُسر اور یُسر میں اس کے تعلق باللہ میں کوئی فرق نہیں آتا مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے — اللہ والوں کو تنگ دستی اور فاقہ مستی میں تعلق باللہ سے وہ سرور حاصل ہوتا ہے جو ایک دنیا دار کو ساری دنیا کی سلطنت حاصل کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا اللہ تعالٰے قادر مطلق ہے جس طرح راحت کے سامان کی موجودگی میں راحت پہنچا سکتا ہے اسی طرح راحت کے سامان کی عدم موجودگی میں بھی راحت پہنچا سکتا ہے — دولت کی فراوانی سے راحت نہیں ملتی اگر منعم حقیقی کی رضا حاصل ہو تو تنگ دستی اور فاقہ مستی میں بھی راحت ہی راحت ہے بندہ کے دل میں جب مولا کی رضا کی طلب پیدا ہو جاتی ہے تو مال و دولت کی طرف توجہ نہیں کرتا وہ صرف اپنے مالک کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ فرعون، قارون، نمرود اور شداد کے پاس دولت کی بڑی کثرت تھی لیکن وہ روحانی تسکین اور اطمینان قلب سے محروم تھے جو ابو ذر غفاریؓ اور حضرت بلالؓ کو پھٹی پرانی گودڑیوں میں حاصل تھا۔ دولت کی کثرت انسان کو خوش عیشی میں مبتلا کر دیتی ہے اور وہ تمرد و طغیان میں مبتلا ہو کر دو ادھم مچاتا ہے کہ نہ خدا کے سامنے جھکنے کی توفیق ہوتی ہے اور نہ مخلوق کو ہی خاطر میں لاتا ہے

دل اگر مخلصانہ جذبات سے معمور ہو تو انسان سہولتوں کا طلبگار نہیں ہوتا تاویلات کے جال بن کر سہولتوں کی راہیں تلاش کرنے کی فکر اس وقت لاحق ہوتی ہے جب دل میں کھوٹ موجود ہو اور نفس لذت پرستی کا خوگر بن چکا ہو جب رضائے الٰہی پیش نظر ہو تو مصائب اور تنگ دستی میں بھی وہ سکون ملتا ہے جس کے مقابلے میں ہر دنیاوی لذت بے حقیقت نظر آنے لگتی ہے۔ حقیقی راحت اور سکون صرف تعلق باللہ میں ہے —

دولت اور سامان راحت کی فراہمی انسان کو کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتی، صبح و شام اس کی آنکھوں میں اَن دیکھے دفینے گھومتے رہتے ہیں۔ وہ حق و انصاف کی دولت کو بھی ہوس کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔ دولت فضا میں اڑتا پرند ہے۔ آدمی زمین پر اس کے سایہ کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر وقت کسی ایسے منتر کی تلاش میں رہتا ہے جس سے راتوں رات اس کے آنگن میں دولت برسنے لگے اور اس کے گھر کی چھت پر آسمان سے بارش کے قطروں کی بجائے اشرفیاں برسنے لگیں۔ یہ ہوس بھی بڑا دردناک عذاب ہی کہ راحت کے سامان کی موجودگی میں اور دولت کی کثرت کے باوجود بھی انسان روحانی تسکین سے محروم ہوتا ہے یہ اللہ تعالٰے کا عذاب نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت رابعہؒ عدویہ سات دن اور سات رات لگاتار روزے سے رہیں دن کو بھی اللہ کے ذکر میں مشغول رہتیں اور رات کو بھی جاگتی رہتیں آٹھویں رات کو بھوک نے غلبہ کیا نفس نے فریاد کی کہ آپ کب تک مجھ کو اس طرح تکلیف و رنج میں مبتلا رکھیں گی۔ یکایک کسی نے دروازہ کھٹکھٹا دیا اور کھانے کا پیالہ لاکر آپ کو دیا آپ نے لے کر رکھ دیا تاکہ چراغ جلائیں اتنے میں ایک بلّی نے آکر پیالے کو اوندھا کر دیا آپ نے فرمایا اچھا پانی سے روزہ کھول لوں گی۔ جب آپ پانی کا آبخورہ بھر کر لائیں تو چراغ گل ہو گیا — آپ نے پانی پینا چاہا تو آبخورہ ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ حضرت رابعہؒ نے ایک ایسی آہ بھری کہ جس سے گھر کے جل جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا — آپ نے فرمایا یا اللہ! مجھ بیچاری

باقی بر صفحہ ۱۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱-۲۷۳۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

گلدستہ صد احادیث نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور انور کو دیکھا۔ آپ کے ارشادات سنے۔ آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا اور آپ کا اتباع کر کے رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں سے جو علم آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے۔ جو شخص اسوۂ حسنہ نبویہ کو معلوم کرنا چاہے۔ وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا گلدستہ صد (۱۰۰) احادیث نبویؐ میں مختلف مضامین کی سو حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں۔ کسی حدیث کا متن اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ تاکہ مسلمان بآسانی یاد کر سکیں اور ان احادیث پر انسان عمل کرے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات یقینی ہے۔ مقامی حضرات کو جلد ۳ سے مل سکتی ہے باہر سے وصول ہونے پر بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

M. BASHIR. LAHORE

قرآن عزیز

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

تحشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اصلی حنفیت

اپنے اعمال و اعمال کا صحیح جائزہ لینے اور مروجہ بدعات کی تفصیل اور سن ایجاد معلوم کرنے کے لئے اصلی حنفیت منگوا کر پڑھئے۔

قیمت تیرہ ۱۳ پیسے محصولڈاک ۷ پیسے

ملنے کا پتہ:۔ ناظم انجمن خدام الدین لاہور

رسالہ موسومہ ضرورۃ القرآن

قیمت ۲/

مرتبہ حضرت مولینا حاجی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

(۱) دہریت۔ الحاد اور زندقہ کے مریضوں کا علاج۔
(۲) الہامی استاد اور الہامی قانون (قرآن) کی ضرورت بتلانے والا۔
(۳) عروج و ترقی کے صحیح مفہوم کا ترجمان۔
(۴) مسلمانوں کی ذلت کا اصلی سبب بتلانے والا۔
(۵) مسلمانوں کو حصولِ عزت کا ذریعہ سمجھانے والا۔

حجم رسالہ سرکاری درسی کتب کے ۶۰ صفحات جتنا ہے کتابت طباعت کاغذ عمدہ۔ مقامی حضرات ۲/ دینے پر دفتر انجمن ہذا سے لے سکتے ہیں بیرونی حضرات تین آنہ کے ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

رعائتی ہدیہ

ہدیہ فی جلد ۵/۵۰ روپے ڈاک خرچ ۱/۵۰ روپے کل ۷/۰۰ روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں